Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, ISSN (Online): 2618-1363

Issue 2, Vol 7 ,April- June,2025

شمارہ۲، جلد۷، اپریل–جون، ۲۰۲۵

مسلح تصادم کے دوران ماحولیات کا تحفظ: بین الاقوامی قانون کے اہم اصولوں کا اسلامی قانون کے ساتھ تقابلی جائزہ

Environment Protection in Armed Conflicts: A Comparative Analysis of International and Islamic Law

محمد رفیق شنواری[1]

A clean environment is a basic necessity for every era and human life. In the early days of Islam, when environmental pollution was not as significant a threat, Islamic teachings addressed this issue more from an ethical standpoint than a legal one. Islam provides a foundational framework, allowing for detailed rulings to be developed according to the needs of each era. The article is divided into three parts. The first part reviews the evolution of international environmental law, highlighting how environmental protection has become increasingly critical over time and how international legislation has sought to address this need. The second part discusses the importance of environmental protection in the Quran and Sunnah, citing specific texts. The third part explores several jurisprudential rules and principles related to environmental utilization and ensuring that such use does not harm others' rights. This work examines Islamic law principles related to environmental protection, particularly in the context of modern challenges such as climate change and warfare. It analyses relevant texts from the Quran and Sunnah through the lens of jurisprudential rules and principles, exploring how Islamic law addresses environmental protection and its implications for contemporary issues. The study highlights the evolution of international environmental law. It outlines key principles from existing agreements, while also discussing the importance of environmental protection in Islamic teachings and its application in situations of armed conflict. The findings aim to provide insights into the relevance and applicability of Islamic law in addressing environmental challenges in the modern era.

[1] اسسٹنٹ پروفیسر ڈیپارٹمنٹ آف شریعہ اینڈ لاء، شفاء تعمیر ملت یونیورسٹی، اسلام آباد۔ Rafeeq.dsl@stmu.edu.pk

ابتدائیہ

ٹیکنالوجی میں غیر معمولی ترقی کے ساتھ ساتھ جہاں انسانوں کو زندگی میں سہولیات اور اسباب تعیش میں اضافہ ملا ہے وہاں کئی مسائل کا سامانا بھی کرنا پڑا ہے۔ان مسائل میں ایک اہم مسئلہ موسمیاتی تبدیلی اور ماحولیات میں غیر معمولی تغیر بھی ہے۔دنیا بھر میں اس غیر معمولی تبدیلی اور اس کے نتیجے میں آنے والی مشکلات کے بارے میں تشویش پائی جاتی ہے،اور اس مسئلے کے مختلف جہتوں پر غور و خوض اور مشکلات کے حل کے بارے میں سوچا جارہا ہے۔موسمیاتی تبدیلی سے پیدا ہونے مسائل کا شکار تو عام طور پر دنیا بھر کے ممالک ہیں مگر زیادہ تر نچلے طبقے کے لوگ ہی متاثر ہو رہے ہیں۔بد قسمتی سے پاکستان کا شمار ان دس ممالک میں ہوتا ہے جو سب سے زیادہ موسمیاتی تبدیلی اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل سے دوچار ہے۔ماضی قریب میں سیلاب اور اس کی تباہ کاریاں اس کا ایک واضح مظہر ہے۔لوگوں کے مکانات کے منہدم ہونے سے لے کر فصلوں اور لوگوں کے معاش کی تباہی سے ہوتے ہوئے طرح طرح کی بیماریوں کے پھیلنے تک درجنوں مسائل سے اب تک پاکستان نبرد آزما ہے۔

دوسری جانب ترقی یافتہ ممالک سمیت اس حقیقت کو تسلیم کیا جارہا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کا باعث امیر ممالک ہی ہیں۔مثلاً "نوے کی دہائی کے آغاز میں پہلی بین الاقوامی موسمیاتی اجلاس سے قبل وناتو اور بارباڈوس جیسے جزیرہ ممالک اکٹھے ہوئے۔ان چھوٹے ممالک کا کہنا تھا کہ اگرچہ مشترکہ طور پر گرین ہاؤس گیس کے اخراج میں ان کا ایک فیصد سے بھی کم حصہ ہے لیکن سمندر کی سطح بڑھنے سے ان کے ممالک کے ڈوبنے کا خدشہ ہے۔ان ممالک نے تجویز کیا کہ ایک بین الاقوامی انشورنس فنڈ قائم کیا جائے جس میں گرین ہاؤس گیس کے اخراج میں جس ترقی یافتہ ملک کا جتنا حصہ ہے وہ اس حساب سے فنڈ مہیا کرے۔جو ملک گیس کے اخراج میں جتنا زیادہ قصوروار ہے وہ اتنا ہی زیادہ فنڈ دے۔حیرت کی بات نہیں کہ امیر ملکوں نے اس تجویز کو رد کر دیا۔وہ اس بات کے لیے تیار تھے کہ کیسے گیس کے اخراج کو کم کیا جاسکتا ہے یا کیسے موسمیاتی تبدیلی کو اپنانے کی کاوشوں کو فنڈ کیا جاسکتا ہے۔لیکن وہ اس بات کے لیے تیار نہیں تھے کہ ان کے ماضی میں کیے گئے نقصان کے بدلے میں مالیاتی ذمہ داری ان پر ڈالی جائے اور یہ کہ ان کے گیس کے اخراج کے باعث دیگر ممالک کو ہونے والے نقصان کا ازالہ کیا جائے۔"[2]

موسمیاتی تبدیلی اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل سے بچاؤ کی خاطر عام طور تو تدابیر اختیار کی جارہی ہیں، مگر حالت جنگ کو خاص طور پر مد نظر رکھتے ہوئے قوانین اور معاہدات وجود میں آرہے ہیں۔کیوں کہ مسلح تصادم کے دوران جدید ہتھیاروں کے استعمال سے انسانوں اور دیگر جانداروں کے نشانہ بننے کے ساتھ ساتھ جنگلات کے ضیاع اور آب و ہوا کے زہر آلود ہونے سے طرح طرح کی بیماریوں کی صورت میں تباہی زیادہ وسیع طور پر پھیلتی ہیں بالخصوص غیر مقاتلین اور وہ لوگ شکار ہوتے ہیں جو مسلح تصادم میں شامل کسی بھی گروہ کا حصہ نہیں ہوتے۔یوں مسئلہ صرف ماحولیات کے تحفظ سے متعلق قوانین کی خلاف ورزی نہیں بلکہ جنگ کو منضبط کرنے والے قوانین کی بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی ہو رہی ہوتی ہے جس کا نتیجہ زیادہ بڑے پیمانے پر تباہی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

ماحولیات کے مسائل سے نمٹنے کے لیے بین الاقوامی قوانین اور معاہدات بناتے وقت عام طور پر اور جنگ سے متعلق قوانین وضع کرتے وقت خاص طور پر انسانیت کے تحفظ کے پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام مذاہب، ثقافتوں اور تہذیبی ورثہ جات سے استفادہ کرکے مشترکات پر زور دیا جاتا ہے۔اس طریق کار کا مقصد تمام مذاہب کے پیروکاروں اور کسی بھی تہذیب یا ثقافت سے وابستہ لوگوں کے لیے مجوزہ قانون یا معاہدہ کو قبول

---

[2] رضا ہمدانی، ترقی یافتہ ممالک کی موسمیاتی ناانصافی سے کیسے نمٹا جائے؟ Independent Urdu | ۔

کرنے اور اس کے مطابق اقدامات پر آمادہ کرنا ہوتا ہے۔ مثلاً ماحولیات کے تحفظ کے لیے اگر شجر کاری کی تجویز زیر غور ہے تو اسلام کی بنیادی تعلیمات سے شجر کاری سے متعلق رہنما اصولوں کی نشاندہی کی جاتی ہے تاکہ مسلمان حکومتوں کو اس بارے میں قانونی اقدامات کے ساتھ ساتھ ایک اخلاقی فریضے اور قدر کے طور پر بھی اس پر عملدرآمد کروانے میں آسانی رہے۔

زیر نظر مقالے میں ماحولیات کے تحفظ سے متعلق اسلامی قانون کے اہم اصولوں کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس کا مقصد کتاب وسنت سے متعلقہ نصوص یا فقہائے کرام کی تصریحات کا احاطہ کرنا نہیں ہے، بلکہ ایسی نصوص کا فقہی قواعد اور اصولوں کی عینک سے تجزیہ کرنا مقصود ہے۔ چوں کہ موسمیاتی تبدیلی اور اس سے پیدا ہونے والے ماحولیاتی مسائل، جو ٹھوس اور دور رس اثرات کے حامل اقدامات اور فیصلوں کے متقاضی ہیں، جدید دور کے ہیں اور اسلام کے ابتدائی ادوار میں اس شدت کے ساتھ ان مسائل کا سامنا نہیں کیا گیا اس لئے قرآن وسنت کی نصوص میں صراحت کے ساتھ قانونی احکام، جن پر کوئی تعزیری سزا بھی دیے جانے کی گنجائش ہو، نہیں پائے جاتے۔ البتہ صاف ستھرے ماحول کا وجود ہر دور اور ہر انسان کی زندگی کے لیے بنیادی ضرورت کی حیثیت رکھتا ہے، اور اسلام کے ابتدائی ادوار میں جب ماحولیاتی آلودگی کے خطرات اتنے شدت کے ساتھ لاحق نہیں تھے تو نصوص میں اس مسئلے سے تعرض قانونی سے زیادہ اخلاقی تعلیمات کے اسلوب میں کیا گیا۔ یہاں ذکر کئے گئے الفاظ "اخلاقی تعلیمات" سے مراد ہرگز یہ نہ لیا جائے کہ اسلام کی نظر میں ماحولیات کے ہر طرح کی آلودگی سے تحفظ کا مسئلہ کوئی کم اہمیت رکھتا ہے، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دور میں ماحولیات کو اتنے خطرات لاحق نہیں تھے جتنے اس مشینی دور میں جدید وسائل کے استعمال سے لاحق ہوئے ہیں، بلکہ روز اس میں اضافہ بھی ہوتا جا رہا ہے۔

اسلام نے بنیادی اصول کا ایک خاکہ فراہم کر کے ہر دور کی ضروریات کے مطابق مفصل احکام کی تیاری کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اس کی ایک اہم مثال یہ ہے کہ متعدد نصوص کی رو سے بظاہر یہی لگتا ہے کہ حالتِ جنگ میں خاتون کو نشانہ نہیں بنایا جاسکتا، اس بنا پر فقہا نے قرار بھی دیا ہے کہ خاتون کی جسمانی ساخت ہی ایسی بنائی گئی ہے کہ اسے مقاتل سمجھ کر نشانہ بنانا درست نہیں؛[3] لہذا اصول یہ طے پایا کہ حالتِ جنگ میں خاتون کو نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔[4] مگر جدید دور میں خواتین طویل اور پیشہ ورانہ تربیت حاصل کرنے کے بعد جدید ہتھیاروں سے لیس ہو کر مردوں کے شانہ بشانہ میدان جنگ میں اترتی ہیں۔ اس بنا پر فقہ اور بالخصوص فقہ السیر کے اصولوں کی بنیاد پر فقہا نے یہ اصول قرار دیا کہ اگر خاتون جنگ میں حصہ

---

3 محمد بن الحسن شیبانی، **كتاب السير الكبير** (بیروت: دار الكتب العلمية، ١٩٩٧)، ج١، ١٢٩۔ آپ کے الفاظ ہیں: "ليس للمرأة بنية صالحة للقتال."

4 اس اصول کی بنیاد غزوات اور سرایا کے دوران غیر مسلم خواتین کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت پر ہے۔ رباح بن ربیع فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں موجود تھے۔ ایک موقع پر لوگوں کی جماعت کو دیکھا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا دیکھیں یہ لوگ کیوں کیوں جمع ہے۔ ایک شخص نے آکر اطلاع عرض کردی کہ (دشمنوں) کی ایک خاتون قتل ہوئی ہے لوگ اسے دیکھنے جمع ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ خاتون لڑنے نہیں آئی تھی، اسے کیوں قتل کیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے خالد بن ولید، جو مسلم افواج کے اس حصے کو کمانڈ کر رہے تھے، یہ پیغام بھجوایا کہ وہ ہرگز کسی خاتون یا مزدور کو قتل نہ کرے۔ ملاحظہ ہو: أبو داود سليمانُ بنُ الأشعث السجستاني، **السنن** (بيروت: دار الرسالة العالمية، المحقق: شعيب الأرنؤوط - محمد كامل قره بللي، الطبعة: الأولى، ٢٠٠٩)، كتاب الجهاد: باب في قتل النساء. ج٤، ص٣٠٣۔ حدیث رقم: ٢٦٦٩۔

لے رہی ہوں تواسے نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔[5] اس سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ معاصر مسائل کی حقیقت جان کر فروع کے بجائے فقہی اصولوں کی تفہیم اور اطلاق پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اس مقالے کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ابتدائیہ کے بعد پہلے حصے میں ماحولیات کے تحفظ سے متعلق بین الاقوامی قوانین کی ارتقا پر ایک نظر ڈالی گئی ہے۔ جس سے مقصود یہ دیکھنا ہے کہ کس طرح وقت کے ساتھ ساتھ ماحولیات کے تحفظ کا مسئلہ شدت پکڑتا گیا اور بین الاقوامی سطح پر قانون سازی کے ذریعے اس ضرورت کو پورا کیا جاتا رہا۔اس کے بعد اب تک ہونے والے معاہدات میں چند اہم اصولوں کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔دوسرے حصے میں ماحولیات کی اہمیت اور اس کے تحفظ کے بارے میں قرآن وسنت کی چند نصوص کو ذکر کیا گیا ہے۔ان نصوص کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ایک وہ نصوص جن میں ماحولیات کی اہمیت بتلائی گئی ہے، نیز جن میں اس کائنات اور اس میں شامل دیگر اجزا کو انسانوں کے لیے اہم اور بطور نعمت مذکور ہیں،اور اسی طرح ان کی نشو ونما اور مزید تعمیر و ترقی کے بارے میں ہدایات دی گئیں ہیں۔دوسری قسم وہ نصوص ہیں جن میں ان نعمتوں کو ضائع کرنے سے ممانعت آئی ہے،ان نعمتوں کو ضائع کرنے کو فساد کہا گیا ہے اور اس پر وعیدیں آئی ہیں۔تیسری قسم کی وہ نصوص ہیں جن میں اس کائنات اور ماحولیات کے اجزا کو ضائع کرنے سے خصوصیت کے ساتھ دیگر لوگوں اور جانداروں کے حق میں نقصان دہ ہونے کی وجہ سے منع کیا گیا۔اس تیسرے حصے میں خاص طور پر ان چند نصوص کو ذکر کیا گیا ہے جن میں ماحولیات کو ضائع کرنے سے ممانعت کے ساتھ ساتھ اس کی وجہ بھی مذکور ہوئی ہے کہ یہ عمل دوسرے انسانوں اور جانداروں کے حق مین نقصان دہ ہے اس لئے اس سے منع کیا جارہا ہے۔ظاہر ہے ایسی تمام نصوص کا احاطہ نہ مقصود ہے اور نہ ممکن،بلکہ نمونے کے طور پر ہی چند نصوص کو نقل کیا جائے گا۔مقالے کے تیسرے حصے میں چند فقہی قواعد واصولوں کو ذکر آیا ہے۔ جن کا تعلق ماحولیات سے استفادے،اور اس کے دوران دیگر لغیر کے حق استفادہ کو نقصان نہ پہنچانے کے ساتھ ہے۔مثلاا گر ایک شخص اپنے جائز حق میں تصرف کرتا ہے جس سے دوسرے کے حق میں استفادے میں رکاوٹ یا اسے کسی بھی طرح ضرر لاحق ہوتا ہو تو کیا شریعت اس طرح تصرف پر کوئی پابندی عائد کرتی ہے، یا اپنے حق میں کسی بھی طرح کا آزادانہ تصرف کی اجازت دیتی ہے؟دوسرا سوال یہ ہوگا جہاد کے دوران دشمن کو ضرر پہنچانا ہی مطلوب ہوتا ہے تو کیا ماحولیات کے تحفظ سے متعلق شرعی نصوص کی توجیہ کیسے کی جائے گی؟

حصہ اول: ماحولیات کا تحفظ بین الاقوامی قوانین کا ایک جائزہ

ماحولیات کے تحفظ سے متعلق قوانین کی تاریخ کوئی زیادہ پرانی نہیں۔تاہم اس کم عرصے میں بھی جامع قوانین بنائے گئے ہیں۔یہ قوانین عام حالاتِ امن سے متعلق قوانین سمیت جنگی قانون کے ضمن میں بھی مذکور ہیں۔بلکہ اب تو ماحولیات کے تحفظ سے متعلق بین الاقوامی قانون کا ایک خاص مضمون رائج ہو چکا ہے جس پر علمی وتحقیقی کتابین اور مقالات بھی لکھے جارہے ہیں اور دنیا بھر کی جامعات میں یہ مضمون پڑھایا بھی جاتا ہے۔زیرِ نظر سطور میں پہلے اختصار کے ساتھ ماحولیات کے تحفظ سے متعلق قوانین کی تاریخی ارتقا پر نظر ڈالی جاتی ہے کہ کس طرح وقت کی ضروریات کے بڑھتے ہوئے تقاضے کی قانون سازی کے ذریعے تکمیل ہوتی رہی۔اس کے بعد ہم یہ دیکھیں گے ماحولیات کے تحفظ کے لیے بین

---

5 امام سرخسی نے لکھا ہے کہ جن کے بارے میں یہ فقہی اصول ہے کہ انھیں جنگ کے دوران قتل نہ کیا جائے،اگر وہ جنگ میں حصہ لے، یا دشمنوں کو جنگ پر ابھارے، یا جنگ کے دوران ان کی رائے پر (مسلمانوں کے حق میں نقصان دہ ہونے کی وجہ سے) عمل کیا جاتا ہو تو ان لوگوں کو بھی نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔گویا ایسے لوگوں کی حیثیت غیر مقاتل سے مقاتل میں بدل گئی۔ملاحظہ ہو: أبوبكر محمد بن أحمد بن أبي سهل السرخسي، **شرح كتاب السير الكبير**،ج۴،۱۹۸۔

الاقوامی قانونِ انسانیت کے بنیادی اصولوں سے کیسے استدلال کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم ماحولیات کے تحفظ سے متعلق چند بنیادی نوعیت کے قوانین کاذکر کریں گے جس کے بعد حالتِ جنگ کے دوران ماحولیات کے تحفظ کے بارے میں ایک بنیادی قانونی ڈھانچہ سامنے آئے گا۔

ا۔ا: ماحولیات کا تحفظ: بین الاقوامی قانون کا ارتقا

ماحولیات کے تحفظ سے متعلق قوانین بننے کا آغاز بین الاقوامی کے بجائے ریاستوں کے اندرونی سطح پر ہونے لگا، بین الاقوامی سطح پر قوانین بعد میں بننے لگے ہیں۔[6] مختلف ریاستوں نے ماحولیات اور ان میں شامل مختلف عناصر، مثلاً پانی، ہوا اور جنگلات وغیرہ، کے تحفظ کے لیے متعدد قوانین بنائے۔ بلکہ بعض ریاستوں نے تو دستور تک میں ان اصولوں اور قوانین کو بھی شامل کیا۔[7] مگر ماحولیات کو لاحق خطرات ریاستوں کی جغرافیائی حدود تک محدود نہیں تھی، بلکہ قوی امکان تھا کہ دوسری ریاستوں اور وہاں کے ماحولیات کو بھی متاثر کریں گی، اس لئے بین الاقوامی سطح کے قوانین بنانے پر بھی غور وخوض ہونے لگا۔[8] ذیل میں اختصار کے ساتھ صرف دوران جنگ ماحولیات کے تحفظ سے متعلق قوانین کاذکر کیا جائے گا۔ تاہم یہ بات یادرکھنے کی ہے کہ ماحولیات سے متعلق قوانین دنیا بھر کی ریاستوں کی جانب سے توثیق اور قومی سطح کی قانون سازی کی صورت میں اب اتنی پذیرائی ملی ہے کہ یہ قوانین صرف 'معاہدات کی صورت میں بین الاقوامی قوانین' کی بجائے 'رواجی قانون' کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ جن کی پابندی معاہدے میں بطور فریق شامل ریاستوں کے علاوہ تمام ریاستوں اور گروہوں پر لازم ہے۔

مسلح تصادم سے متعلق معروف بین الاقوامی معاہدات، جنیوا کے چار معاہدات اور ہیگ کے معاہدات، میں دوران جنگ ماحولیات کے تحفظ سے متعلق قوانین کا ایک واضح اور مکمل پیکیج نہیں ملتا۔ اس سلسلے میں پہلا اہم معاہدہ Convention on the Prohibition of Military or Any Other Hostile Use of Environmental Modification Techniques (ENMOD) ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ فوجی یا دیگر معاندانہ مقاصد کے لیے ماحول کی مصنوعی تبدیلی کا مسئلہ ۱۹۷۰ کی دہائی کے اوائل میں بین الاقوامی ایجنڈے پر لایا گیا تھا۔ جولائی ۱۹۷۴ میں امریکا اور روس کے مابین فوجی مقاصد کے لیے ماحولیاتی تبدیلی کی تکنیکوں کے استعمال کے خطرے پر قابو پانے کے لیے اقدامات پر دوطرفہ بات چیت کرنے پر اتفاق کیا گیا، جس کے بعد گفتگو کے تین دور ہوئے۔ اگست ۱۹۷۵ میں، امریکا اور روس دونوں نے اپنا اپنا مسودہ Conference of the Committee on Disarmament (CCD) کو پیش کیا جسے طویل غور وخوض اور ترمیم کے بعد ۱۹۷۶ میں دس آرٹیکلز پر مشتمل ایک معاہدے کی شکل دے دی گئی۔ اس معاہدے کی دفعہ ۱ کا کہنا ہے:

> Each State Party to this Convention undertakes not to engage in military or any other hostile use of environmental modification techniques having widespread, long-lasting or severe effects as the means of destruction, damage or injury to any other State Party.[9]

---

[6] Antoine Bouvier, "Protection of the natural environment in time of armed conflict," *International Review of the Red Cross,* No. 285 (1991), p- 567-578, at 567.
[7] Ibid.
[8] Ibid., at p. 568.

[9] اس معاہدے کا متن انگریزی، روسی، عربی، فرانسیسی وغیرہ زبانوں میں اس لنک پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:
-https://treaties.un.org/doc/Treaties/1978/10/19781005%2000-39%20AM/Ch_XXVI_01p.pdf

اس معاہدے میں شامل ہر فریق ریاست اس بات کا عہد کرتی ہے کہ وہ دوسری فریق ریاست کے تباہی یا نقصان پہنچانے کے لیے کسی بھی ایسی ماحولیاتی تبدیلی کی تکنیکوں کے استعمال میں ملوث نہیں ہوگی جو وسیع، دیرپا اور شدید اثرات کی حامل ہوں۔

دفعہ ۲ پہلی دفعہ میں درج الفاظ environmental modification techniques سے متعلق بتاتی ہے:

> As used in article I, the term "environmental modification techniques" refers to any technique for changing - through the deliberate manipulation of natural processes - the dynamics, composition or structure of the earth, including its biota, lithosphere, hydrosphere and atmosphere, or of outer space.

> پہلی دفعہ میں درج الفاظ ''ماحولیاتی تبدیلی کی تکنیکوں'' سے مراد زمین، بہ شمول اس کے اندرونی حصہ، سطح اور فضائی سطح، اور یا اس کی ساخت میں قدرتی عمل کو قصداً مسخر کرکے تبدیلی لانا ہے۔

اس قانون کے ذریعے تمام فریق ریاستوں کے لیے ماحولیات میں بذریعہ طاقت قدرتی عمل کو مسخر کرکے ایسی تبدیلی لانے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں دوسری فریق ریاست کے لیے تباہ کن اثرات پیدا ہوں۔

جنیوا معاہدات، ۱۹۴۹ کے اضافی ملحق اول میں دو دفعات ایسی ہیں جن میں ماحولیات کے تحفظ سے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔ دفعہ ۳۵(۳) کا کہنا ہے:

> It is prohibited to employ methods or means of warfare which are intended, or may be expected, to cause widespread, long-term and severe damage to the natural environment.

> جنگ کے ان طریقوں یا ذرائع کا استعمال ممنوع ہے جن کا مقصد یا جن کے ممکنہ نتیجے میں قدرتی ماحول کو وسیع، طویل مدتی اور شدید نقصان پہنچتا ہو۔

اسی طرح دفعہ ۵۵(۱) میں بتایا گیا ہے:

> Care shall be taken in warfare to protect the natural environment against widespread, long-term and severe damage. This protection includes a prohibition of the use of methods or means of warfare which are intended or may be expected to cause such damage to the natural environment and thereby <u>to prejudice the health or survival of the population</u>.

> جنگ میں قدرتی ماحول کو وسیع، طویل مدتی اور شدید نقصان سے بچانے کے لیے احتیاط برتنا لازم ہوگا۔ اس تحفظ میں جنگ کے ان طریقوں یا ذرائع کے استعمال کی ممانعت بھی شامل ہے جن کا مقصد یا جن کے ممکنہ نتیجے میں قدرتی ماحول کو وسیع، طویل مدتی اور شدید نقصان پہنچتا ہو اور اس طرح آبادی کی صحت یا بقا کے لیے نقصان دہ ہو۔

اس دفعہ کے خط کشیدہ الفاظ سے اس قانون سے متعلق اس وقت پائے جانے والے دو نقطہ ہائے نظر کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ ایک نقطہ نظر یہ تھا کہ نفسِ ماحول کو تحفظ حاصل ہونا چاہیے اور اس بنا پر مسلح تصادم کے دوران اسے نقصان پہنچانا ممنوع ہو خواہ انسانوں کو اس سے نقصان نہ بھی پہنچتا ہو۔ دوسرا نقطہ نظر یہ تھا کہ ماحول کو بذاتِ خود تحفظ حاصل نہیں، اس کو تحفظ اس لیے حاصل ہے کہ یہ انسانوں کی بنیادی ضرورت ہے؛

لہذا جہاں ماحول کو زہر آلود کرنے یا اسے کسی بھی طرح نقصان پہنچانے سے انسانوں کو نقصان نہ پہنچتا ہو، مثلاً وہاں انسان نہ رہتے ہوں تو ایسے موقع پر ماحولیات کو نقصان پہنچانا درست عمل ہوگا ور اسے غیر قانونی متصور نہیں کیا جائے گا۔ ہاں جہاں انسان رہتے ہوں یا ماحول کو زہر آلود کرنے سے انسانوں کی آبادی کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو تو یہ عمل انسانوں کے حق میں نقصان دہ ہونے کی بنا پر غیر قانونی ہوگا۔[10] اضافی ملحق اول کی کچھ اور دفعات بھی ایسی ہیں جو بالواسطہ ماحولیات کے تحفظ سے متعلق ہیں۔ مثلاً دفعہ ۵۴ کے مطابق بعض حالات میں زرعی زمینوں اور فصلوں کو نشانہ بنانا ممنوع ہے۔ دفعہ ۵۶ کے مطابق ڈیم اور بجلی گھروں وغیرہ ایسی جگہوں کو نشانہ بنانا ممنوع ہے جن کی تباہی سے ماحولیات کو بھی خطرہ ہو۔

کچھ اضافے کے ساتھ اس اضافی ملحق اول کی طرح Room Statute, 1998 میں ماحولیات کو نقصان پہنچانے کو "جنگی جرائم" میں شمار کرتے ہوئے قرار دیا گیا ہے:

> Intentionally launching an attack in the knowledge that such attack will cause incidental loss of life or injury to civilians or damage to civilian objects or widespread, long-term and severe damage to the natural environment which would be clearly excessive in relation to the concrete and direct overall military advantage anticipated.[11]

> ماحولیات کو نشانہ بنانا جس کے نتیجے میں شہریوں کی زندگی کو نقصان پہنچے یا شہری آبادی کی تباہی کا سبب بنے، ماحولیات کو نشانہ بناتے وقت شہریوں کی زندگی کو ہونے والا یہ نقصان یا شہری آبادی کی تباہی نشانہ بنانے والے کے علم میں بھی ہو اور ماحولیات کو نشانہ بنانے کی نیت بھی شہریوں کی زندگی کو نقصان پہنچانا یا شہری آبادی کو تباہ کرنا ہو؛ یا ماحولیات کو وسیع، طویل مدتی اور شدید نقصان پہنچانا جو مجموعی طور پر متوقع فوجی مقصد سے زیادہ ہو (یہ "جنگی جرم" ہے)۔

اضافی ملحق اول کے بہ نسبت اس میں ایک اہم اضافہ یہ کیا گیا ہے کہ "نشانہ بناتے ہوئے یہ نقصان علم میں بھی ہو اور ماحولیات کو نشانہ بنانے کی نیت بھی یہی ہو۔" دوسرا اضافہ یہ ہے کہ ماحولیات کو نشانہ بنانے کو جنگی جرم قرار دینے کے لیے ضروری ہے کہ ماحولیات کو پہنچنے والا نقصان "مجموعی طور پر متوقع فوجی مقصد سے زیادہ ہو۔"[12]

اکتوبر ۱۹۸۰ میں ان ہتھیاروں کے استعمال پر پابندی کے بارے میں ایک بین الاقوامی معاہدہ طے پایا تھا جن کے اثرات سے جنگ میں شامل افراد یا جنگ میں زیر استعمال مکانات کے ساتھ ساتھ وہ افراد اور مکانات بھی متاثر ہوں جن کا جنگ سے براہ راست کوئی تعلق نہ ہو۔[13] اس معاہدے میں جنیوا معاہدات کے اضافی ملحق اول کی دفعہ ۳۵(۳) کو جوں کا توں دہرایا گیا ہے۔ اس معاہدے کے ضمیمہ سوم میں قرار دیا گیا ہے:

---

[10] Yorman Dinsten, "Protetion of the Environment in International Armed Conflict," *Max Planck Yearbook of United Nations Law,* Vol. 5 (2001), p, 523-549, at p. 531.

[11] Room Statute, 1998, Article 8 (b) (iv).

[12] ان اضافوں کی روشنی میں اہم تجزیہ کے لیے دیکھیے:
Yorman Dinsten, "Protection of the Environment in International Armed Conflict," pp. 535-536.

[13] اس معاہدے کا عنوان ہے:

It is prohibited to make forests or other kinds of plant cover the object of attack by incendiary weapons except when such natural elements are used to cover, conceal or camouflage combatants or other military objectives, or are themselves military objectives.[14]

جنگلات یا دیگر قسم کے پودوں کو آتش گیر ہتھیاروں سے حملے کا نشانہ بنانا ممنوع ہے، سوائے اس کے کہ جب ایسے قدرتی عناصر جنگجوؤں یا دیگر فوجی مقاصد کے تحفظ، یا انھیں چھپانے کے لیے استعمال کیے جائیں، یا یہ قدرتی عناصر خود فوجی مقاصد بن جائے۔

اس دفعہ میں بظاہر کئی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً اس میں صرف ''جنگلات یا دیگر قسم کے پودوں'' کے تحفظ کے بارے میں بات کی گئی ہے حالانکہ ماحولیات میں جنگلات اور پودوں کے علاوہ بھی دیگر اشیا شامل ہیں جن کے تحفظ کے بارے میں یہ دفعہ خاموش ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ دفعہ صرف ''آتش گیر ہتھیاروں سے حملے'' کو ممنوع قرار دیتی ہے حالانکہ انھیں کسی بھی دوسرے طریقے سے نشانہ بنائے جانے کا امکان رہتا ہے جن کی ممانعت کا یہاں کوئی ذکر نہیں۔ تیسرا یہ کہ جب جنگلات کو فوجی مقصد یا فریق مخالف کے کسی جنگجو کے تحفظ کے لیے استعمال کیا جائے تو بھی اس دفعہ کی رو سے انھیں تحفظ حاصل نہیں۔ حالانکہ عام طور پر جنگلات اور درختوں کو نشانہ بنایا ہی تب جاتا ہے جب انھیں فوجی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہو، تحفظ دلانے والے قانون کی ضرورت یہاں پیش آتی ہے۔ گویا اس دفعہ میں بین السطور اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ جنگلات کو فوجی مقصد یا جنگجو کے تحفظ کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت میں ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ جنگلات اور درختوں کو فوجی مقاصد کے لیے استعمال پر ہی پابندی ہو۔ اس دفعہ میں انھی کمزوریوں کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ اس دفعہ کی عملی افادیت نہ ہونے کے برابر ہے۔[15]

درج بالا سطور میں چند اہم بین الاقوامی معاہدات اور دستاویزات کو ذکر کیا گیا جن میں ماحولیات کے تحفظ سے متعلق چند بنیادی قواعد مذکور ہیں۔ ہمارا مقصد تمام معاہدات کا تعارف اور تمام قوانین کو ذکر کرنا نہیں تھا۔ چند اہم معاہدات اور ان میں درج بنیادی قواعد کا ذکر کرنے سے مقصد صرف یہ وضاحت تھی کہ شروع سے ہی ماحولیات کے تحفظ کا مسئلہ بین الاقوامی سطح پر بھی زیر غور رہا ہے اور اس سے متعلق فکر مندی میں شدت اور اضافہ ہر گذرتے دن کے ساتھ خطرات بڑھتے رہنے کے ساتھ ساتھ آتا رہا ہے۔[16] اب ہم موضوع زیر غور سے متعلق چند بنیادی قواعد کا ذکر کریں گے اور اس کے بعد اسلامی قانون کی طرف بڑھیں گے۔ اسلامی قانون سے قبل بین الاقوامی قوانین کا ذکر اس لیے ضروری سمجھتے ہیں کہ اس سے بحث کے درست سمت کا تعین آسان ہو گا اور غیر ضروری سوالات پر غور و خوض کی بجائے اہم اور معنوی پہلو سامنے آئیں گے۔

Convention on Prohibitions or Restrictions on the Use of Certain Conventional Weapons Which May be Deemed to be Excessively Injurious or to Have Indiscriminate Effects. Geneva, 10 October 1980.

[14] Article 2 para 4, *Protocol on Prohibitions or Restrictions on the Use of Incendiary Weapons (Protocol III). Geneva*, 10 October 1980.

[15] Yorman Dinsten, "Protection of the Environment in International Armed Conflict," p. 537.

[16] ماحولیات کے تحفظ سے متعلق بین الاقوامی معاہدات، جن میں موضوع سے متعلق قوانین مذکور ہیں، کی ایک فہرست کے لیے آئی سی آر سی کی وہ رپورٹ دیکھیے جو اقوام متحدہ میں آئی سی آر سی نے سن ۱۹۹۲ میں اور پھر دوبارہ سن ۱۹۹۳ مزید اضافوں اور تنقیحات کے ساتھ جمع کروایا تھا۔ اس رپورٹ کا عنوان ہے:

Report submitted by the ICRC to the 48th session of the United Nations General Assembly.

رپورٹ اس لنک پر پڑھی جا سکتی ہے: https://www.icrc.org/en/doc/resources/documents/report/5deesv.htm#a3.

ا۔۲: ماحولیات کے تحفظ سے متعلق بین الاقوامی قوانین: ایک مختصر جائزہ

ماحولیات کے تحفظ سے متعلق بین الاقوامی قوانین کے لیے بنیادی طور دو دستاویز کو بطور ماخذ استعمال کریں گے۔ کیوں کہ ماحولیات سے متعلق مسائل میں اضافہ اور پیچیدگی اور ان سے متعلق غیر معمولی طور پر غور وخوض ماضی قریب کے ہی واقعات ہیں اور اس سلسلے میں جن بنیادی قواعد سے رہنمائی لی جاسکتی ہے وہ زیادہ تر مختلف معاہدات میں بکھرے ہوئے ہیں۔ ان دو دستاویزات میں پہلی دستاویز آئی سی آر سی کی مرتب کردہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ سن ۱۹۹۲ میں اقوام متحدہ کی دعوت پر آئی سی آر سی نے ماحولیات کے تحفظ سے متعلق Protection of the environment in times of armed conflict کے عنوان سے ایک رپورٹ جمع کرائی تھی۔ اگلے سال یعنی سن ۱۹۹۳ میں دوبارہ آئی سی آر سی نے اقوام متحدہ ہی کی دعوت پر اپنی اسی رپورٹ کے مندرجات پر از سرِ نو غور وخوض کے بعد دوبارہ ایک اور رپورٹ جمع کرائی۔ اس میں Guidelines for Military Manuals and Instructions on the Protection of the Environment in Time of Armed Conflict کے عنوان سے ایک ضمیمہ بھی شامل کیا گیا تھا۔[17] بعد ازاں ۲۰۰۵ میں آئی سی آر سی نے Customary International Humanitarian Law پر ضخیم کتاب بھی طبع کی، جس میں ماحولیات کے تحفظ سے متعلق متعدد اصولوں اور قواعد کی نشان دہی کی گئی تھی۔[18] سن ۲۰۰۹ میں آئی سی آر سی اور اقوام متحدہ کے ماحولیات پروگرام United Nations Environment Program (UNEP) کے اشتراک سے مسلح تصادم کے دوران ماحولیات کے تحفظ کے موضوع پر ایک سیمینار کا انعقاد کرایا گیا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئی سی آر سی کا لیگل ڈویژن تب سے لے کر بین الاقوامی معاہدات، کسٹمری آئی ایچ ایل پر مرتب کردہ کتاب اور دیگر اہم بین الاقوامی سطح کے سیاسی و قانونی پیش رفت کی روشنی میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پیش کی گئی رپورٹ کے ضمیمہ پر از سرِ نو کام کرے۔ چناں چہ آئی سی آر سی کے لیگل ڈویژن نے ۲۰۰۹ میں Guidelines on the Protection of the

---

[17] اس اہم دستاویز کو اس لنک پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:
https://www.icrc.org/en/doc/resources/documents/report/5deesv.htm#a3-

[18] یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ جو سن ۲۰۰۵ میں کیمبرج پریس سے شائع ہوئی تھی۔ پہلی جلد میں ان تمام قواعد اور اصولوں کو جمع کیا گیا ہے جو مختلف بین الاقوامی معاہدات اور عدالتی مقدمات میں بکھرے ہوئے ہیں اور انھیں کسٹمری رولز کی حیثیت حاصل ہے۔ دوسری جلد میں ان رولز کے بارے میں ریاستوں کے طرز ہائے عمل کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ چوں کہ اصول و قواعد میں تبدیلی نہیں ہوتی، البتہ ریاستوں کے طرزِ عمل میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے ۲۰۰۵ کے بعد اس کتاب، بالخصوص دوسری جلد میں، کافی ترمیم کی ضرورت تھی، اس بنا پر آئی سی آر سی نے اگرچہ کتاب کو کیمبرج پریس سے دوبارہ چھپوایا بھی ہے، مگر اس کے لیے Customary IHL Database کے عنوان سے ایک مخصوص ویب سائٹ بھی تیار کیا ہے جہاں ایک طرف یہ اصول و قواعد بھی درج ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ریاستوں کے طرزِ عمل کے بارے میں بھی تفصیلات مہیا کی گئی ہیں، اور یہ تفصیلات ہر وقت اپ ڈیٹ ہوتی رہتی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: https://ihl-databases.icrc.org/en/customary-ihl- اس کتاب میں ماحولیات سے متعلق بین الاقوامی قانون کے کسٹمری رولز کے لیے دیکھیے
Jean-Marie Henckaerts and Louise Doswald-Beck, *Customary International Humanitarian Law* (Cambridge: Cambridge University Press, 2005), p. 161-172.

Natural Environment in Armed Conflict کے عنوان سے مفصل رپورٹ پیش کی۔ ۲۰۲۰ میں اسی رپورٹ کو نئی پیش رفتوں کی روشنی میں ایک بار پھر ترمیم واضافوں کے ساتھ تیار کیا گیا ہے۔[19]

ایک اور اہم دستاویز انٹرنیشنل لاء کمیشن کی طرف سے تیار کردہ رپورٹ ہے۔ اس کمیشن نے ۲۰۱۳ میں Marie G. Jacobsson کو حالتِ جنگ میں ماحولیات کے تحفظ کے بارے میں بین الاقوامی قوانین واصولوں کو مرتب کرنے کی ذمہ داری سونپی۔ انہوں نے ۲۰۱۴ میں ابتدائی رپورٹ پیش کی، پھر ۲۰۱۵ میں دوسری رپورٹ پیش کی، اور اس کے بعد ۲۰۱۶ میں شرح اور بنیادی اصولوں کی فہرست کے ساتھ تیسری رپورٹ جمع کروائی گئی۔ بعد ازاں کمیشن نے باقاعدہ ایک ورکنگ گروپ تشکیل دیا جس کے ذمے صرف اسی موضوع پر کام لگایا گیا۔ اس گروپ نے ۲۰۱۸ میں پہلی، ۲۰۱۹ میں دوسری اور ۲۰۲۲ میں تیسری رپورٹیں جمع کروائیں۔[20] کمیشن کی اس آخری رپورٹ کی تدوین کے دوران آئی سی آر سی کی آخری رپورٹ سے بھی مدد لی گئی ہے۔ ہم ذیل میں کمیشن کی اس آخری رپوڑٹ اور آئی سی آر سی کی رپورٹ دونوں کو سامنے رکھیں گے اور ان سے ماحولیات کے تحفظ سے متعلق بنیادی اصولوں کو یہاں نقل کریں گے۔ اس کا مقصد ماحولیات کے تحفظ کے بارے میں ایک بین الاقوامی قانونی نظام کا ایک خاکہ سامنے رکھنا ہے۔

۱۔۳: ماحولیات کی تعریف

بین الاقوامی قانون کے ماہرین کے ہاں ماحولیات کی کوئی متفقہ تعریف نہیں پائی جاتی ۔ تاہم (International Environmental Law) بین الاقوامی قانون برائے تحفظ ماحولیات میں، موضوعِ زیر بحث کو دیکھتے ہوئے، مختلف مناہج اختیار کیے جاتے ہیں۔ انٹرنیشنل لاء کمیشن کے مطابق ایک عام مفہوم میں ماحولیات سے مراد وہ مخصوص نظامِ تعامل ہے جس میں شامل تمام عوامل، مثلاً انسان اور انسانوں کے علاوہ دیگر قدرتی عوامل بھی، آپس میں جڑے ہوتے ہیں۔ ماحولیات کا تصور اس نظامِ اختلاط سے عبارت ہوتا ہے، نہ کہ ہر عامل کو الگ طور پر مجرد تصور کر کے۔[21] جنیوا معاہدات اور ان کے اضافی ملحقات میں بھی ماحولیات کی کوئی جامع مانع تعریف نہیں پائی جاتی۔ البتہ آئی سی آر سی کی **۲۰۲۰ کی گائیڈ لائنز** میں بتایا گیا ہے کہ ماحولیات سے مراد جانداروں اور بے جان مخلوق کے درمیان پایا جائے والا نظامِ تعامل ہے، جس پر انسانوں اور دیگر جاندار مخلوق کی زندگی کا دارومدار ہوتا ہے۔[22] نیز ماحولیات کے تصور کو کسی لگے بندھے مخصوص تعریف میں محصور کرنا بھی مطلوب نہیں، بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ ''قدرتی ماحول'' کا تصور بدلتا رہتا ہے اور اس میں مختلف عوامل کے داخل اور خارج ہونے کا امکان رہتا ہے

[19] اس رپورٹ کو اس لنک پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے: https://www.icrc.org/en/publication/4382-guidelines-protection-natural-environment-armed-conflict

[20] انٹرنیشنل لاء کمیشن کی تمام رپورٹوں کو انگریزی، عربی، اور دیگر چند بین الاقوامی زبانوں میں اس لنک پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:
https://digitallibrary.un.org/search?f1=author&as=1&sf=title&so=a&rm=&m1=e&p1=UN.+International+Law+Commission.+Special+Rapporteur+on+Protection+of+the+Environment+in+Relation+to+Armed+Conflict&ln=en

[21] Marja Lehto, Special Rapporteur, *Second report on protection of the environment in relation to armed conflicts,* (International Law Commission (ILC), 27 March, 2019), para. 196.

[22] ICRC, *Guidelines on the Protection of the Natural Environment in Armed Conflict* (Geneva: ICRC, Sep., 2020), Para 16.

۔انسانی اور دیگر جاندار مخلوق کی زندگی کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے اس کے مفہوم کو محدود تر کرنے کی بجائے وسیع کر دینا ہی مطلوب ہے۔[23] خلاصہ یہ کہ جن اشیا کے ساتھ تمام جاندار اشیاء کے اختلاط سے ایک مخصوص نظام وجود میں آئے جس کا جاندار اشیاء کی زندگی پر گہرا اثر ہو اس کو ماحولیات کہتے ہیں۔اس نظام میں شامل عوامل میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔

ا۔۴: ماحول کا تحفظ: بین الاقوامی قانونِ انسانیت کے اہم اصولوں کا جائزہ

ا۔۴۔ا: ماحولیات کا تحفظ اپنی اصلیت کے اعتبار سے یا اس پر حیاتِ انسانی کے انحصار کی وجہ سے؟

ماحولیات اور اس میں شامل بیشتر عناصر کی ماہیت ایسی ہے کہ انھیں جنگی مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا، اس بنا پر انھیں عموماً "محفوظ" اشیاء یا اشخاص یا مکانات کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے۔البتہ یہ امکان رہتا ہے کہ بعض اوقات ماحولیات کے بعض عناصر کو جنگی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے، تو ان عناصر کو "محفوظ" کے درجے سے نکال دیا جاتا ہے۔اور اس طرح وہ جنگی کارروائیوں کے نشانے کے جائز اشیاء یا مکانات کی فہرست میں شامل ہو جاتے ہیں۔آئی سی آر سی کی پوزیشن یہ ہے کہ ماحولیات میں شامل عناصر کی اصلی حالت "محفوظ" اشیاء یا اشخاص یا مکانات کی ہے، الا یہ کہ وہ کسی مرحلے میں جنگی مقاصد کے لیے استعمال ہوں تب ان کی یہ حیثیت حملے کے جائز اہداف میں تبدیل ہو جائے گی۔[24]

قابلِ ذکر نکتہ یہ بھی ہے کہ بین الاقوامی قانونِ انسانیت کے ماہرین کی اس موضوع پر مختلف آرا پائی جاتی ہیں کہ ماحولیات اور اس میں شامل عناصر کا تحفظ کس بنیاد پر ہے۔کیا ان کی ماہیت یہ ہے کہ انھیں جنگی کارروائیوں سے کوئی سروکار نہیں اس لیے انھیں تحفظ حاصل ہو گا یا اس لیے کہ ان پر جاندار مخلوق، بالخصوص انسانی زندگی، کا انحصار ہے اس لیے انھیں نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔اس بارے میں دو بڑے مناہج پائے جاتے ہیں۔ایک منہج کو Anthropocentric Approach کہتے ہیں، جس کے مطابق ماحولیات اور مشمولہ عناصر کو تحفظ صرف اس وقت اور اس لیے حاصل ہے کہ اس پر جانداروں بہ شمول انسانوں کی زندگی کا انحصار ہے۔ان کو اس بنیاد پر تحفظ حاصل نہیں کہ ان کی ماہیت ایسی ہے کہ انھیں جنگی کارروائیوں میں استعمال نہیں کیا جاتا۔ نتیجتاً، اگر قدرتی ماحول کا کوئی حصہ جانداروں کے استعمال میں نہ ہو یا کسی جاندار کی زندگی کا انحصار اس پر نہ ہو یا اس کو نشانہ بنانے کی وجہ سے انسانی یا کسی بھی جاندار کی زندگی متاثر نہ ہوتی ہو (مثلاً صحرا کے درمیان جھاڑی)، تو ماحولیات کا یہ حصہ جنگ میں ایک جائز ہدف ہے۔ہاں اگر اس کو نشانہ بنانے سے انسانی زندگی متاثر ہوتی ہو تو بین الاقوامی قانونِ انسانیت کی رو سے نشانہ نہیں بنایا جا سکتا۔دوسرا منہج Intrinsic Value کہلاتا ہے۔اس منہج کے مطابق ماحولیات اور اس میں شامل تمام عناصر کو تحفظ ان کی اپنی اصل اور ماہیت کی بنیاد پر حاصل ہے۔ان کو کسی بھی صورت میں نشانہ نہیں بنایا جائے گا خواہ انھیں نشانہ بنانے کے نتیجے میں حیاتِ انسانی پر اثر پڑے یا نہ پڑے۔[25] شروع میں بین الاقوامی قانونِ انسانیت کا رجحان اول منہج کی طرف رہا۔تاہم بعد میں اضافی ملحقات کے آنے کے بعد رجحان دوسرے منہج کی طرف ہو گیا۔اضافی ملحق

---

[23] *Ibid*., Para, 17.

[24] *Ibid.,* Para 18.

[25] ان دونوں مناہج کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

M. Bothe, K.J. Partsch and W.A. Solf, New، *Rules for Victims of Armed Conflicts: Commentary on the Two 1977 Protocols Additional to the Geneva Conventions of 1949,* (Leiden: Martinus Nijhoff Publishers, 2nd ed., 2013), p. 387; and ICRC, *Guidelines,* para, 19.

اول کی تسوید کی ذمہ داری جس گروپ کو دی گئی تھی اس میں بھی دونوں آرا سامنے آئیں، اضافی ملحق اول کی دفعہ ۵۵ پہلے منہج کی عکاسی کر رہی ہے جب کہ اسی اضافی ملحق کی دفعہ ۳۵(۳) دوسرے منہج کے مطابق ہے۔آئی سی آر سی کی کمنٹری میں قرار دیا گیا ہے:

"[i]t is the natural environment itself that is protected. It is common property, and should be retained for everyone's use and be preserved."

ماحولیات بذاتِ خود ہی محفوظ ہے۔ یہ تمام انسانوں کی مشترکہ ملکیت ہے، اور ہر ایک کے استعمال اور فائدے کے لیے اسے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔[26]

تب سے لے کر آج تک بین الاقوامی قانون انسانیت کا عمومی رجحان دوسرے منہج ہی کی طرف رہا ہے۔[27]

ا۔۴۔۲: ماحولیات کا تحفظ: بین الاقوامی قانونِ انسانیت کے "اصولِ تمیز" کی روشنی میں

جنگی قوانین، بالخصوص بین الاقوامی قانونِ انسانیت، کی بنیاد جن کئی اصولوں پر قائم ہے ان میں ایک "اصولِ تمیز" ہے۔ بین الاقوامی قانونِ انسانیت کے درجنوں بھر قواعد کا بغور جائزہ لیے جانے کے بعد یہ اصول وضع ہوا ہے۔ اور اس کی پیروی اس قدر عام پیمانے پر ہوتی رہی ہے کہ اس کو معاہدات پر مبنی قوانین، جن کا اطلاق صرف فریق ریاستوں پر ہی ہوتا ہے اور دیگر ریاستوں پر نہیں، سے آگے لے جا کر رواجی بین الاقوامی قانونِ انسانیت (Customary International Humanitarian Law)، جن کا اطلاق اور پاسداری تمام ریاستوں اور تنظیموں پر لازم ہے، میں شامل کیا گیا۔[28] اس اصول کا تقاضا یہ ہے کہ جو افراد، مکانات وغیرہ جن کا جنگی کارروائیوں سے کوئی تعلق نہ ہو، اور نہ جنگ کے نتیجے، مثلاً کسی ایک فریق کی فتح یا شکست، میں کوئی مؤثر کردار ہو تو انھیں نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔ ہاں اگر کسی وجہ سے ایسے کسی فرد، چیز، یا مکان کی یہ حیثیت بدل جائے اور جنگی مقصد کے حصول میں اس کا کردار بڑھ جائے تو انھیں نشانہ بنانے کی اجازت ہو گی۔ ماقبل سطور میں مختصراً اس بات کا ذکر گذرا ہے کہ ماحولیات کی ماہیت اور اصل کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ انھیں تحفظ کس بنیاد پر حاصل ہے؟ کیا ماحول کو اپنے اصل اور ماہیت کے اعتبار سے جنگی قوانین کی رو سے تحفظ حاصل ہے یا اس تحفظ کی بنیاد یہ ہے کہ اس پر دیگر جانداروں کی زندگی کا انحصار ہے؟ آئی سی آر سی سمیت عمومی رائے یہ ہے کہ ماحول کو تحفظ اپنے اصل اور ماہیت ہی کے اعتبار سے حاصل ہے؛ کیوں کہ اس کا اصل وماہیت شہری (civilian) ہے۔ ماحولیات کی ماہیت اور اصل کے بارے میں یہ حقیقت متعین ہونے کے بعد "اصولِ تمیز" کی روشنی میں ماحولیات کو نشانہ بنانا درست نہیں۔ ہاں اگر کسی مرحلے پر یا کسی وقت کسی بھی وجہ سے ماحولیات کا کردار اتنا بڑھ جائے کہ جنگی نتیجے میں ان کا کردار مؤثر اور فیصلہ کن ہو تو اس صورت میں ماحولیات کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔[29]

---

[26] Sandoz/Swinarski/Zimmermann (eds), *Commentary on the Additional Protocols*, paras 1441 and 1462.

[27] ICRC, *Guidelines on the Protection of the Natural Environment in Armed Conflict*, para. 20.

[28] یہ اصول جنیوا معاہدات کے اضافی ملحق اول میں بھی شامل ہے۔ ملاحظہ ہو: **اضافی ملحق اول، ۱۹۷۷**: دفعات ۴۸ اور ۵۲(۲)۔ بین الاقوامی قانونِ انسانیت کے "اصولِ تمیز" کی تفصیلی مطالعہ کے لیے دیکھیے:

Henckaerts/Doswald-Beck (eds), ICRC *Study on Customary International Humanitarian Law*, Vol. I, Rule 43.A, p. 143 -

اس اصول کی روشنی میں ماحولیات کے تحفظ سے متعلق ملاحظہ ہو:

Ibid, Rule 7 and commentary, p. 25.

[29] *ICRC Guidelines*, Paras: 98 and 99.

یہاں سے اس سوال کی اہمیت پیدا ہو جاتی ہے کہ ایک چیز یا مکان کی حیثیت شہری (civilian) ہونے سے جنگی یا فوجی (military object) میں کب اور کیسے بدل جاتی ہے۔ اس کے لیے بین الاقوامی قانونِ انسانیت میں دو شرائط ذکر کی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ ماحولیات کا کوئی بھی جزء، مثلاً جغرافیائی ہو یا جنگل وغیرہ، حالتِ جنگ میں ایک خاص اہمیت اختیار کر جائے کہ فریقِ مخالف اپنی جنگی کارروائیوں میں اس کا فائدہ اٹھانے لگے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ماحولیات کا یہ حصہ نشانہ بنانے سے جو جنگی مقصد کا حصول ہو یا نشانہ نہ بنانے کی صورت میں شکست اور اپنے نقصان کا اندیشہ یقینی ہو۔ مثلاً فریق مخالف اگر گھنے جنگل کا فائدہ اٹھا رہا ہے اور جنگل اور درختوں کو اگر نشانہ نہیں بنایا جاتا تو فریقِ مخالف کی فتح اور اپنا نقصان یقینی ہے۔ اس صورت میں ماحولیات کا یہ حصہ اپنی شہری (civilian) حیثیت کھو کر جنگی یا فوجی (military object) میں بدل جائے گا۔[30] یہ بھی یاد رہنا ضروری ہے کہ ماحولیات کا یہ عامل کوئی ایسی چیز نہ ہو جو اپنی ماہیت اور اصل کے اعتبار سے جنگی امور میں استعمال ہوتا ہو، بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اصل اور ماہیت میں شہری (civilian) حیثیت کی حامل ہو۔[31] ماہرین یہاں ایک نکتہ یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ ایک جنگ لڑنے کی صلاحیت ہے اور دوسرا جنگ جاری رکھنے کی صلاحیت ہے۔ اگر ماحولیات کا کوئی قدرتی عامل ایسی اہمیت اختیار کر جائے کہ فریق مخالف اس کے بغیر جنگ ہی نہ لڑ سکے اور جنگ لڑنے کی صلاحیت کا دارومدار ہی وہ قدرتی عامل ٹھہرے تو اس صورت میں قدرتی عامل کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے تاکہ دشمن کو جنگ لڑنے ہی نہ دیا جائے۔ لیکن اگر ماحولیات کا وہ قدرتی عامل فریق مخالف کے لیے محض جنگ جاری رکھنے اور ایک معمولی سہارے کی حیثیت اختیار کرے اور دشمن اس کے بغیر بھی جنگ جاری رکھ سکے، مگر اسے محض ایک سہارے کے طور پر استعمال کا امکان ہو تو آئی سی آر سی کا موقف یہ ہے کہ اس صورت میں بھی قدرتی ماحول کو نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔ کئی لوگ اس میں اختلافی رائے بھی رکھتے ہیں۔[32]

ا۔۴۔۳: ماحولیات کا تحفظ: بین الاقوامی قانونِ انسانیت کے ''اصولِ تناسب'' کا اطلاق

''اصولِ تناسب'' سے مراد یہ ہے کہ قانونی طور پر جائز ہدف پر ایسا حملہ کرنا کہ جس کے نتیجے میں جنگی مقصد سے زیادہ نقصان کا امکان ہو۔ ایسا حملہ، گو کہ ہدف قانونی طور پر درست ہے، مگر جنگی مقصد سے زائد نقصان ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔ یہ بین الاقوامی قانونِ انسانیت کا ایک اہم اور مسلمہ اصول ہے۔[33] ماحولیات کے تحفظ کے حوالے سے اس اصول کی پاسداری پر تاکید جوہری ہتھیاروں کے بارے میں بین الاقوامی عدالت برائے انصاف کے مشاورتی موقف (advisory opinion) میں آئی ہے۔ جس میں قرار دیا گیا ہے:

> "States must take environmental considerations into account when assessing what is … proportionate in the pursuit of legitimate military objectives. Respect for the

[30] *ICRC Guidelines*, Paras: 100 to 103; *Additional Protocol-I*, Article 52 (2); and Henckaerts/Doswald-Beck (eds), *ICRC Study on Customary International Humanitarian Law,* Vol. I, Rule 8, p. 29.
[31] *ICRC Guidelines*, Para: 102.
[32] *Ibid.*

[33] بین الاقوامی قانونِ انسانیت میں اس اصول کے عمومی ذکر کے لیے ملاحظہ ہو:

Additional Protocol-I, Article, 51(5) (b); and *ICRC Study on Customary International Humanitarian Law*, Rule 14.

اور ماحولیات کے تحفظ کے حوالے اس اصول کی بنیادی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو:

ICRC Study on Customary International Humanitarian Law, Rule 43.C.

environment is one of the elements that go to assessing whether an action is in conformity with … proportionality.”[34]

جنگی مقاصد کے حصول کے وقت جائزہ لیتے وقت تمام ریاستوں کے لیے ماحولیات کے بارے میں بھی غور و فکر کرنا ضروری ہے (کہ زائد از ضرورت نقصان نہ پہنچے)۔ ماحول کا احترام اور اس کے تحفظ کا خیال بھی ان عناصر میں شامل ہے جن کا کسی عمل کا اندازہ لگاتے وقت کہ یہ اصولِ تناسب سے موافق ہے یا نہیں، خیال رکھا جاتا ہے۔

جس جنگی مقصد کے حصول کے پیشِ نظر اصول تناسب کی پاسداری کرتے ہوئے ماحولیات کو نشانہ بنانے کی اجازت دی گئی ہے وہ جنگی مقصد بنیادی اہمیت کا حامل ہو اور اس کا حصول جنگی حکمتِ عملی کے پیش نظر ضروری بھی ہو۔ اگر کوئی جنگی مقصد بنیادی اہمیت کا حامل نہیں یا اس کا فوری حصول ناگزیر نہیں تو ایسے غیر اہم اور غیر ضروری جنگی مقصد کے حصول کے لیے ماحولیات کو نشانہ بنانا اصول تناسب کی پاسداری کرتے ہوئے بھی درست نہیں۔[35] کسی جنگی مقصد کو بنیادی طور پر اہم اور اس کے حصول کو ناگزیر قرار دینے کے لیے کوئی لگا بندھا ضابطہ نہیں، بلکہ اس کا فیصلہ موقع محل کی مناسبت سے کیا جا سکے گا۔ مثلاً دشمن کے ایک چھوٹے سے کیمپ کو ختم کرنے کے لیے پورے جنگل کو آگ لگا کر ختم کرنا اصول تناسب کی رو سے جنگی مقصد سے زائد نقصان ہے جس کی اجازت نہیں۔

ا۔۵: ماحولیات کو نشانہ بنانے کی ممانعت: بین الاقوامی قانونِ انسانیت کے چند اہم قواعد

ا۔۵۔ا: شہری آبادی کی بقا کے لیے ناگزیر اشیاء کو نشانہ بنانا ممنوع ہے

یہ بین الاقوامی قانونِ انسانیت کا ایک اہم ضابطہ ہے کہ جن اشیاء پر شہری آبادی کی زندگی کا انحصار ہے تو جس طرح شہری آبادی کو نشانہ بنانا درست نہیں اسی طرح ان اشیاء کو بھی نشانہ بنانے کی اجازت نہیں۔ یہ اصول اپنی عمومیت میں ماحولیات کو بھی شامل ہے کہ شہری آبادی کی زندگی کا انحصار ماحولیات پر بھی ہے۔[36] مثلاً آبی ذخیرے کو کیمیائی مواد استعمال کر کے ناقابل استعمال بنانا یا فصلوں کو تباہ کرنا یا زہریلی مواد کے ذریعے ناقابل استعمال بنانا وغیرہ، جس کے پیچھے غرض ہی یہ ہو کہ شہری آبادی کو ان ناگزیر ضروریاتِ زندگی سے محروم کرنا ہو۔[37] اگر کسی وقت کسی وجہ سے ایسی کوئی چیز جو شہری آبادی کی بقا کے لیے ناگزیر ہو، جنگی مقصد کا بن جائے اور ایک فریق کی فتح اور دوسری کی شکست کا دار و مدار ہی ٹھہرے تو اس صورت میں اس کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔[38] دوسری صورت یہ کہ کوئی خود ہی شہری آبادی کے لیے ناگزیر اشیاء کو تباہ کر دے اس وجہ سے کہ اس علاقہ میں جنگ برپا ہو اور ایسا کرنا جنگی حکمتِ عملی کے لحاظ سے ضروری ہو۔ بین الاقوامی قانونِ انسانیت میں ایسی صورتحال کے لیے

---

[34] ICJ, *Legality of the Threat or Use of Nuclear Weapons, Advisory Opinion*, 8 July 1996, para. 30.

[35] *ICRC Guidelines*, para, 120; and Sandoz/Swinarski/Zimmermann (eds), *Commentary on the Additional Protocols*, p. 684, para. 2209.

[36] See Henckaerts/Doswald-Beck (eds), *ICRC Study on Customary International Humanitarian Law*, Vol. I, Rule 54 and commentary, p. 189; *Additional Protocol-I*, A. 54(2); and *Additional Protocol-II*, A. 14.

[37] Sandoz/Swinarski/Zimmermann (eds), *Commentary on the Additional Protocols*, p. 655, para. 2101.

[38] *Additional Protocol-I*, A. 54 (3); *ICRC Guidelines,* para 155; and Henckaerts/Doswald-Beck (eds), *ICRC Study on Customary International Humanitarian Law,* Vol. I, commentary on Rule 54, p. 192.

"Scorched earth policy" کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن اس صورت میں ماہرین کا اختلاف ہے اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس صورت میں بھی شہری آبادی کے لیے ناگزیر کسی چیز کو نشانہ بنانا درست نہیں۔[39]

ا۔۵۔۲: مارٹن کلاز اور ماحولیات کا تحفظ

مارٹن کلاز (Marten clause) کے اصول کے مطابق اگر کسی ایسی صورت حال کا سامنا ہو جو صراحت کے ساتھ بین الاقوامی معاہدات میں مذکور نہ ہو تو اس میں بھی شہریوں اور فوجیوں کو، ان کے بعض حقوق کے حوالے سے، "بین الاقوامی عرف، اصولِ انسانیت اور عقلِ عام کے تقاضوں کی رو" سے تحفظ حاصل ہوگا۔ یہ اصول دراصل ایک رواجی قانون اور اصول ہی کی تاکید کرتا ہے۔ اس کا ذکر جنیوا معاہدات سمیت متعدد بین الاقوامی دستاویزات میں آیا ہے۔[40] اس اصول کے مطابق اس استدلال کی نفی ہو رہی ہے کہ جو عمل بین الاقوامی قانون میں صراحت کے ساتھ ممنوع نہ ہو تو وہ درست ہے۔ گویا فقہی تعبیر کے مطابق مارٹن کلاز "اصل امور میں اباحت ہے" والے استدلال کی نفی کر رہا ہے اور یہ قرار دے رہا ہے کہ "اصل امور میں ممانعت ہے۔" ماحول کا تحفظ عقلِ عام کا بھی تقاضا ہے اور اصولیت انسانیت کی رو سے ناگزیر بھی۔[41]

دوسرا حصہ: ماحولیات کا تحفظ سے متعلق کتاب وسنت کی نصوص کا جائزہ

ماحولیات کی اہمیت اور اس کے تحفظ کے بارے میں کتاب و سنت میں سینکڑوں نصوص وارد ہوئی ہیں۔ ظاہر ہے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ماحولیات کے تحفظ سے متعلق کسی بھی استدلال کی بنا ان نصوص پر ہی ہوگی۔ ذیل میں ہم اختصار کے ساتھ ایسی چند نصوص ذکر کر رہے ہیں۔ ان نصوص کے متن اور الفاظ پر اگر غور کیا جائے تو تین طرح کا مضمون ان میں شامل ہوتا ہے۔ اس مضمون کے اعتبار سے ہم ان نصوص کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلے حصے میں ان چند نصوص کو جمع کیا جائے گا جن میں اس کائنات اور اس میں شامل اجزا کو اللہ تعالی کی نعمت بتلایا گیا ہے، اور ان نعمتوں کے شکر اور مزید تعمیر و ترقی کے بارے میں ہدایات دی گئی ہیں۔

۲۔۱: کائنات اور ماحولیات اللہ تعالی کی نعمتیں ہیں، جن کی تعمیر و ترقی مطلوب ہے۔

اللہ تعالی نے سینکڑوں آیات میں اس کائنات کی تخلیق اور پیچیدہ نظام کا ذکر کیا ہے۔ جگہ جگہ اس کی دقت، ابداع اور حیرت میں ڈالنے والے نظام میں غور و فکر کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔ قرآن وسنت کی متعدد نصوص کے مطابق کائنات کی تخلیق کا عمل بہت پیچیدہ، دقیق اور بھرپور توازن سے ترتیب پایا ہے۔ یہ کائنات کسی غیر مرتب اور پیشگی منصوبے کے بغیر وجود میں نہیں آئی۔ اس حقیقت کی طرف قرآنِ کریم میں متعدد بار

---

[39] *ICRC Guidelines,* para 156; Sandoz/Swinarski/Zimmermann (eds*), Commentary on the Additional Protocols*, p. 655, para. 2101, and p. 658, paras 2118–2119, as well as pp. 604–605, paras 1888 and 1890.
[40] Preamble to the *Hague Convention (II), 1899*; preamble to *the Hague Convention (IV), 1907*; the denunciation clauses of the *Geneva Conventions, 1949* (A. 63, GC-I; A. 62, GC-II; A. 142, GC-II; A. 158, GC-IV); A. 1 (2), AP-I; and Preamble of AP-II; and ICJ, *Legality of the Threat or Use of Nuclear Weapons, Advisory Opinion*, para. 84.
[41] *ICRC Guidelines,* paras, 198-201.

اشارہ ہو چکا ہے۔ مثلا باری تعالی کا ارشاد ہے: اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ.[42] (ہم نے ہر چیز کو ناپ تول کے ساتھ پیدا کیا ہے۔) مولانا مودودی صاحب اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ "یعنی دنیا کی کوئی بھی چیز الل ٹپ نہیں پیدا کر دی گئی ہے، بلکہ ہر چیز کی ایک تقدیر ہے جس کے مطابق وہ ایک مقرر وقت پر بنتی ہے، ایک خاص شکل اختیار کرتی ہے ایک خاص حد تک نشو و نما پاتی ہے۔"[43] اسی مضمون کو متعدد آیات میں دہرایا گیا ہے۔ بلکہ بعض آیات میں قرآنِ کریم کائنات میں مضمر عملِ تخلیق کی دقت اور پیچیدگیوں میں غور وخوض کی تاکید کے ساتھ دعوت بھی دیتا ہے۔ مثلا ارشادِ باری تعالی ہے: قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.[44] (ان سے کہو: ذرا نظر دوڑاؤ کہ آسمانوں اور زمین کیا کیا چیزیں ہیں۔) دوسری جگہ ان نشانیوں سے غفلت برتنے والوں سے گلہ اور شکوہ کرتے ہوئے بتایا گیا ہے: وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ.[45] (اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا ہے، اور یہ لوگ ہیں کہ اس کی نشانیوں سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔)

ان آیات اور اس مضمون کی دیگر آیات میں قرآنِ کریم کا براہِ راست موضوع کائنات میں پوشیدہ اس دقیق نظامِ تخلیق اور نشانیوں کی طرف توجہ دلا کر خدا کے وجود، توحید اور رسالتِ مآب ﷺ کی صداقت پر استدلال کرنا ہے۔ ان میں ضمنی طور پر اس حقیقت کا بھی ذکر آجاتا ہے کہ منظم منصوبے کے تحت کائنات اور اس میں ہر چیز کی تخلیق اور ایک خاص مقام اور کیفیت میں اس کی ترتیب ایک مقصد کی خاطر ہوئی ہے۔ یہ پوری کائنات اور اس میں ہر چیز اللہ تعالی نے انسانوں کے فائدے کے لیے بنائی ہے۔ مثلا اللہ تعالی کا فرمان ہے: هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا (وہی ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لیے پیدا کیا)،[46] اور وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ (آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اس سب کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے)۔[47] بعض آیات میں سورج چاند ستاروں کے ساتھ ساتھ دن رات کی تبدیلی کو بھی اللہ تعالی نے صراحت کے ساتھ انسانوں ہی کے فائدے کے لیے بتلا رکھا ہے۔ مثلا ارشاد ہے: وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ وَٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ ۖ وَٱلنُّجُومُ مُسَخَّرَٰتٌۢ بِأَمْرِهِۦٓ (اور اس نے دن اور رات کو اور سورج اور چاند کو تمہاری خدمت پر لگا رکھا ہے، اور ستارے بھی اس کے حکم سے کام پر لگے ہوئے ہیں)۔[48]

ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اس دنیا میں انسان کو اللہ تعالی کا خلیفہ اور نائب قرار دیا گیا ہے۔[49] جہاں انسان کو اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے دنیا کی نعمتوں کو استعمال کی اجازت ہے وہاں اللہ تعالی کا خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے ان نعمتوں کی نگہداشت اور تحفظ کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے، چہ جائیکہ وہ انھیں ضائع کرنے اور دوسروں کے استعمال کے قابل نہ چھوڑے۔ متعدد نصوص میں زمین کی آبادی اور تعمیر کا حکم کیا گیا ہے۔ مثلا رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت میں مروی ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر قیامت قائم ہو اور آپ میں سے کسی کے

---

[42] القرآن، ۵۴:۴۹۔

[43] مولانا سید ابوالاعلی مودودی، **تفہیم القرآن** (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، سن اشاعت ندارد)، ج۵، ص۲۴۱۔

[44] القرآن، ۱۰:۱۰۱۔

[45] القرآن، ۲۱:۳۲۔

[46] القرآن، ۲:۲۹۔

[47] القرآن، ۴۵:۱۳۔

[48] القرآن، ۱۶:۱۲۔

[49] القرآن، ۲:۳۰۔

ہاتھ میں پودا ہو، تو اگر اس کے لیے ممکن ہو تو تب بھی اسے لگائے۔"[50] اس کے علاوہ بھی متعدد روایات سے شجر کاری مہم کی استحبابیت اور شریعت کی ماحول دوستی کا مزاج معلوم ہوتا ہے۔[51] نیز فقہا نے "إحياء الموات"، زراعت کی غرض سے غیر مملوک بنجر زمین اپنی ملکیت میں شامل کرنے، کے عنوان سے جو مفصل احکام مرتب کیے ہیں اس کے پیچھے بھی یہی عامل کار فرما ہے کہ شریعت تعمیرِ ارض ہی کی ہدایت دیتی ہے۔ اور زمین کو اہل زمین کے بسنے کے قابل بنانے اور قابل رہنے دینے پر ہی زور دیتی ہے۔

ماحولیات کے اجزا میں پرندے اور جانور بھی شامل ہیں جن کا انسانی زندگی میں ایک مثبت اور مفید کردار ہے۔ شریعت نے جانوروں سے متعلق انسانوں پر کئی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں اور جانوروں کے بارے میں غفلت پر سرزنش فرمائی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک کتے کو پانی پلانے کو ایک شخص کی مغفرت کا سبب بتلادیا۔ تو صحابہ کرام نے حیرت سے جانوروں کا خیال رکھنے کے بارے میں استفسار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ترکلیجہ (یعنی ہر ذی روح) کا خیال رکھنے پر اللہ تعالی اجر دے گا۔[52] ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "ما من مسلم يغرس غرسا أو يزرع زرعا فيأكل منه طير أو إنسان أو بهيمة إلا كان له به صدقة ۔" (جو مسلمان ایک پودا لگائے یا کوئی فصل اگائے جس سے پرندہ، جانور یا انسان کھائے تو اللہ تعالی کے ہاں اس کا یہ عمل صدقہ اور موجب ثواب قرار پاتا ہے۔)[53]

۲۔۲: نعمتوں کا تحفظ مطلوب اور ان کا ضیاع (فساد) ممنوع ہے

قرآن ہدایات اور تعلیمات اور دیگر مذہبی نوعیت کے دلائل کے علاوہ عام مشاہدے کی بھی بات یہ ہے کہ یہ کائنات اور اس میں ہر چیز کسی نہ کسی طور پر انسانوں کے فائدے کے لیے ہے۔ اس کائنات میں بکھری لاتعداد نعمتوں کے بارے میں ایک اصول یہ ہے کہ انسان کو جس طرح کفرانِ نعمت سے منع کیا گیا ہے اسی طرح نعمتوں کو ضائع کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ کئی مقامات پر اس کو فساد قرار دے کر سختی سے منع کیا گیا۔ مثلاً ارشاد باری تعالی ہے:

وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا-اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ.[54]

اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو، اور اس کی عبادت اس طرح کرو کہ دل میں خوف بھی ہو اور امید بھی۔ یقیناً اللہ کی رحمت نیک لوگوں سے قریب ہے۔

---

[50] محمد بن إسماعيل البخاري ، **الأدب المفرد** (القاهرة : المطبعة السلفية ومكتبتها ، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي ، الطبعة: الثانية، ١٣٧٩ م)، باب اصطناع المال. رقم الحديث ، 479.

[51] مثلاً اردو زبان میں ایک اچھی کتاب ملاحظہ ہو: مولانا محمد طفیل احمد مصباحی، **اسلام اور شجر کاری** (لاہور: ورلڈ ویو پبلشر، تاریخ اشاعت ندارد)۔

[52] أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي ، **صحيح البخاري** (دمشق : دار ابن كثير، دار اليمامة ، المحقق: د. مصطفى ديب البغا ، الطبعة: الخامسة، ١٤١٤ هـ - ١٩٩٣ م)، كتاب المساقاة (الشرب) باب: فضل سقي الماء ، رقم الحديث ٢٢٣٤.

[53] امام بخاری، **صحيح البخاري** ، كتاب المزارعة ، باب فضل الزراع إذا أكل منه ، حديث رقم 2223.

[54] القرآن، ٧:٥٦۔

حافظ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے فساد صرف کفر اور گناہوں کا ارتکاب نہیں، بلکہ اللہ تعالی نے اس چیز کو بھی فساد قرار دے کر منع فرمایا ہے کہ جب دنیا میں ہر چیز معمول کے مطابق (انسانوں کے لیے فائدہ مند رہ کر) چل رہی ہو اور کوئی اس شخص اس میں بگاڑ پیدا کرے جس کے بعد انسانوں کے حق میں نقصاندہ بن جائے۔[55]

اسی طرح ارشاد ہے:

وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا١ۚ- فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ.[56]

اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے تمہیں قومِ عاد کے بعد جانشین بنایا، اور تمہیں زمیناس طرح بسایا کہ تم اس کے ہموار علاقوں میں محلات بناتے ہو، اور پہاڑوں کو تراش کر گھروں کی شکل دے دیتے ہو۔ لہذا اللہ کی نعمتیں پر دھیان دو، اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔

فقہا نے ایک اصول ذکر کیا ہے کہ پانی میں اصل طہارت ہے۔ یعنی جس پانی کے بارے میں شک پیدا ہو کہ کیا یہ نجس ہے یا پاک؟ تو جب تک نجاست اس میں پائی نہ جائے یا نجاست کی بو محسوس نہ ہو تو یہ پانی پاک ہو گا۔[57] بعض معاصر فقہا نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اس اصول کے پیچھے حکمت شریعت کی ماحول دوستی ہے۔ کہ شریعت اس بات کی حریص رہتی ہے کہ ماحول سے حتی الامکان زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے، پانی یا ماحولیات کے بارے میں پابندیاں لگالگا کر ان سے استفادے کا دائرہ محدود کرنا مقصود نہیں۔[58]

انسانوں کے لیے بنائی گئی اس کائنات اور ماحولیات کا ایک بڑا حصہ جانور بھی ہے۔ درجنوں نصوص میں ان کا خیال رکھنے کی تاکید اور ان پر کسی بھی طرح کی زیادتی سے ممانعت آئی ہے۔ مثلا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "ما من مسلم يقتل عصفورا فما فوقها بغير حقها ، إلا ساله الله عز وجل عنها"، قيل: يا رسول الله وما حقها؟، قال:" يذبحها فياكلها، ولا يقطع راسها يرمي بها." (جو بھی انسان کسی گوریا، یا اس سے بھی زیادہ چھوٹی چڑیا کو ناحق قتل کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے اس کے متعلق سوال کرے گا''، عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ اسے ذبح کرے اور کھائے اور اس کا سر کاٹ کر نہ پھینکے۔)[59] درجنوں روایات میں یہ مضمون مفصل وارد ہوا ہے جن میں جانوروں کے بارے میں کافی خوراک کھلانے، ان کے آرام کا خیال رکھنے اور ان کی استطاعت سے زیادہ بوجھ ان پر لادنے سے ممانعت وغیرہ کئی ذمہ داریوں کا ذکر ہے۔[60]

---

55 عماد الدين إسماعيل بن كثير ، **تفسير القرآن العظيم** (قاہرہ: مؤسسة قرطبة ، ۱۴۲۱ھ) تحقیق: مصفطی السید و دیگر، ج۶، ص ۳۲۴۔

56 القرآن، ۷: ۷۴۔

57 محمد صدقی بن احمد البورنو، کتاب موسوعة القواعد الفقهية (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۲۰۰۳)، ج۱\۲، ص ۱۲۲۔ قاعدہ نمبر ۱۴۵۔

58 سری زیدی الکیلانی، "تدابير رعاية البيئة في الشريعة الإسلامية" ، **مجلة علوم الشريعة والقانون** ، المجلد 41، العدد 2، (2014) ، ص 1218.

59 ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائی، **السنن الصغرى – المجتبى** (قاہرہ: المكتبة التجارية الكبرى ، ۱۹۳۰) ، كتاب الضحايا ، بَابُ: مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا بِغَيْرِ حَقِّهَا ، حدیث نمبر: 4354۔

60 ایسی کچھ روایات دیکھنے کے لیے ملاحظہ ہو: سری زیدی الکیلانی، "تدابير رعاية البيئة في الشريعة الإسلامية" ص ۱۲۰۹ تا ۱۲۲۸۔

۲۔۳: ماحولیات پر سب لوگوں کا حق ہے، ان کے حق کی وجہ سے بھی ماحولیات کو نقصان پہنچانا ممنوع ہے

انسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کی بالخصوص عمومی سطح کی ایک ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ وہ کوئی ایسی سر گرمی انجام نہ دے جس سے کائنات کے اس نظامِ توازن میں بگاڑ آئے۔ ما قبل میں کچھ ایسی نصوص کی طارف اشارہ کیا جاچکا ہے جن میں کائنات کی تعمیر کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ نیز ماحولیات کے اجزا بشمول جانوروں اخیال رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اسی طرح کائنات میں کسی قسم کا فساد پیدا کرنے سے ممانعت کی گئی ہے۔ اب کچھ ان نصوص کو بھی یہاں ذکر کیا جاتا ہے جن میں صراحت کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ ماحولیات کو نقصان پہنچانے سے دوسروں کو ضرر لاحق ہوتا ہے، اور دوسروں کے حق کی وجہ سے ماحولیات کو نقصان پہنچانے سے منع کیا گیا ہے۔ مثلا رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت میں نقل کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لعن الله من غير منار الأرض.[61] (اللہ تعالی کی لعنت ہو ایسے آدمی پر جو زمین کے نشانات تبدیل کرے۔) اس حدیث کا براہِ راست موضوع یہ ہے کہ جو شخص زمینوں میں لگے نشانات کو مٹادے تاکہ دوسروں کی مملوکہ اراضی اپنی زمین شامل کر سکے، تو یہ عمل انجام دینے والے پر رسول اللہ ﷺ لعنت بھیجتے ہیں۔ بعض علما نے اس کے مفہوم کو دیگر دائروں تک بھی وسیع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جو شخص راستوں میں لگے نشانات کو مٹادے جس سے مسافروں کو مشکلات پیدا ہوں تو وہ لوگ اور ان کا یہ عمل بھی اسی حدیث کے مفہوم میں داخل ہے۔[62] اسی مفہوم کو دیکھتے ہوئے ایک عمومی اصول اس حدیث سے یہ اخذ کی جاسکتی ہے کہ ہر وہ تبدیلی جو ملکیتوں میں اشتباہ اور نزاع، راہ چلنے والے مسافروں کے لیے راستے ڈھونڈنے میں دقت یا کسی بھی نوعیت کی تکلیف کا باعث ہو تو ناجائز اور موجبِ سزا عمل ہے۔ ظاہر ہے وہ ماحولیاتی تبدیلی جس انسانوں کی ایک بڑی تعداد متاثر ہونے کا خدشہ ہو، بھی اس حدیث کی رو سے روکے جانے کے قابل ہے۔

شریعت کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ جس طرح ان نعمتوں سے استفادہ ایک انسان کا حق ہے اسی طرح اس کا فرض یہ بھی ہے کہ وہ اس کے مقابل فرض بھی پورا کرے۔ اور وہ فرض یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی مستفید ہونے دے، ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرے۔ فقہا نے لکھا ہے کہ دین میں جس طرح ایک شخص کو حقوق دیے گئے ہیں ویسے ان حقوق کے بالمقابل اس کو ذمہ داریاں بھی تفویض دی جاتی ہیں۔[63] جن میں ایک اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ دوسروں کے جائز حق کے لیے رکاوٹ نہ بنے۔ ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے وضوع اور غسل کے دوران پانی استعمال کے دوران اسراف سے منع فرمایا ہے۔ بلکہ اسی روایت کے مخاطب سعد بن ابی وقاص نے پوچھا کہ وضوء کرتے ہوئے بھی زیادہ پانی کے استعمال کرنا اسراف کے زمرے میں داخل ہے؟ آپ ﷺ نے ایک عام اصول کی نشاندہی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہاں، ندی کے کنارے بیٹھ کر بھی اگر ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کیا جائے تو وہ بھی اسراف کے حکم میں ہے۔[64] سیدنا معاذ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

[61] أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، **صحيح مسلم** (ببيروت: دار إحياء التراث العربي، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، ١٣٧٤ هـ - ١٩٥٥ م)، كتاب الأضاحي: باب: تحريم الذبح لغير الله تعالى، ولعن فاعله، ج۳: ص۵۶۷۔

[62] ملاحظہ ہو: https://www.islamweb.net نمبر:290038۔

[63] اسلام کے تصورِ عدل میں اس اصول کی اہمیت اور کردار کے بارے میں ملاحظہ ہو: محمد بکر اسماعیل، **القواعد الفقهية بين الأصالة والتوجيه** (قاہرہ: ميدان الحسين، سن اشاعت ندارد)، ص۳۱۱۔

[64] ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، **سنن ابن ماجه** (القاهرة: دار إحياء الكتب العربية، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، بدون سنة النشر)، كتاب الطهارة وسننها، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَصْدِ فِي الْوُضُوءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّعَدِّي فِيهِ، ج۱، ص۱۴۷۔ حدیث نمبر:۴۲۵۔

نے فرمایا:اتقوا الملاعن الثلاثة: البراز في الموارد، وقارعة الطريق، والظل.[65] (تین ایسے کاموں سے بچو جو لعنت کے اسباب ہیں: مسافروں کے آرام کی جگہ میں، عام راستے میں،اور سائے میں قضائے حاجت کرنا۔)

مولانا خلیل احمد سہارن پوری نے حافظ ابن حجر کے حوالے سے لکھا ہے کہ چھاؤں میں قضائے حاجت کی ممانعت کی طرح سردی کے اعتبار سے جس جگہ لوگ دھوپ سینکنے بیٹھے ہوں وہاں بھی قضائے حاجت کرنا ممنوع ہوگا۔[66] اس اجتہاد کے پیچھے عام اصول یہی ہے کہ لوگوں کے کسی جائز منفعت میں رکاوٹ بننا ممنوع ہے۔ ظاہر ہے ماحول کو نقصان پہنچانا بھی لوگوں کی اذیت اور استفادے میں رکاوٹ کا سبب ہے جو اس حدیث اور عام اصول کی رو سے ممنوع ہے۔ نیز لوگوں کی جائز منفعت میں رکاوٹ کی صورت صرف قضائے حاجت رفع کرنے تک محدود نہیں بلکہ کیمیکل شامل کرکے یا بارودی مواد پھینک کر یا کسی بھی طریقے سے لوگوں سے ان کا جائز حق استعمال کرنے میں رکاوٹ بننا ناجائز ہے۔

ایک اور موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللّٰهُ رأسَهُ في النارِ.[67] (جس نے بیری کا درخت کاٹا، اللہ تعالی اسے سر کے بل جہنم میں گرادے گا۔) امام ابو داؤد سے جب اس حدیث کے مفہوم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث مختصر ہے، پوری حدیث یہ ہے کہ ''جس نے ناحق اور بے فائدہ کام کرتے ہوئے بیری کا درخت کاٹا، جس کی وجہ سے مسافروں اور جانوروں کو چھاؤں نہ مل سکی، تو اللہ تعالی اسے سر کے بل جہنم میں گرادے گا۔''[68]

اس حصے میں ہمارا مطمح نظر صرف چند نصوص اور ان میں شارع کے مقصود کی نشاندہی کرنا تھا۔ ورنہ گنتی میں ان کی تعداد سینکڑوں سے بھی اوپر جاتی ہے۔ اب ہم اگلے حصے میں چند فقہی قواعد کی طرف بڑھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اسلامی فقہی و قانونی ڈسکورس میں ماحولیات کے تحفظ کے مسئلے کو کس انداز سے دیکھا جا سکتا ہے۔

حصہ سوم: ماحولیات کا تحفظ: چند فقہی قواعد کا مطالعہ

اب تک بحث سے تو یہ واضح ہو چکا ہے کہ شریعت کا منہج ماحول دوستی کا ہے۔ ماحولیات کی نگہداشت اور اس کی بہتری میں اضافہ شریعت کا مطلوب ہے۔ نیز شریعت ماحولیات سے استفادے پر بے جا قدغنیں اور پابندیاں عائد کرنے کا رجحان بھی نہیں رکھتی۔ اس ضمن میں شریعت کے چند بنیادی اصولوں کا صراحت کے ساتھ، اور چند دیگر اصولوں کا اشارتاً، ذکر بھی آگیا کہ شریعت نے ماحولیات اور اس میں شامل اجزا کی ملکیت کسی خاص فرد یا کسی خاص گروہ تک محدود نہیں کر دیا ہے، بلکہ اس کی ملکیت کا راستہ تمام لوگوں کے لیے کھلا چھوڑا ہے۔ ہر فرد جس قدر حصہ اپنے قبضے میں لے گا اس کا وہ ہی مالک بنے گا۔ البتہ اس بارے میں ضرور قواعد اور ضوابط طے کرتی ہے کہ ماحول سے استفادے یا کوئی بھی تصرف کے دوران

---

[65] أبو داود سليمانُ بنُ الأشعث السجستاني، **السنن** (بيروت: دار الرسالة العالمية، المحقق: شعيب الأرنؤوط - محمد كامل قره بللي، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م)، كتاب الطهارة: باب المواضع التي نهي عن البول فيها، ج١، ص٢١۔ رقم:٢٦۔

[66] الشيخ خليل أحمد السهارنفوري (ت ١٣٤٦ هـ)، **بذل المجهود في حل سنن أبي داود** (الهند: مركز الشيخ أبي الحسن الندوي للبحوث والدراسات الإسلامية، الأستاذ الدكتور تقي الدين الندوي، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ٢٠٠٦ م)، ج١، ص٢٥٦۔

[67] أبو داود ، **السنن** ، أول كتاب الأدب : باب في قطع السدر، ج٥، ص٥٢٣۔ رقم:٥٢٣٩۔

[68] مرجع سابق، ج٥، ص٥٢٥۔

اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ دوسروں کے لیے رکاوٹ یا نقصان کا باعث نہ بنے۔اس سلسلے میں مزید تفصیل عرض کے لیے مقالے کے اس حصے میں چند متعلقہ فقہی قواعد کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بحث کی تنقیح کے لیے چند اہم سوالات کا تعین یوں کیا جائے گا کہ اگر ایک شخص اپنے جائز حق میں تصرف کرتا ہے جس سے دوسرے کے حق میں استفادے میں رکاوٹ یا اسے کسی بھی طرح ضرر لاحق ہوتا ہو تو کیا شریعت اس طرح تصرف پر کوئی پابندی عائد کرتی ہے، یا اپنے حق میں کسی بھی طرح کا آزادانہ تصرف کی اجازت دیتی ہے؟ دوسرا سوال یہ ہو گا جہاد کے دوران دشمن کو ضرر پہنچانے کی نہ صرف اجازت ہوتی ہے بلکہ مطلوب ہی یہی امر ہوتا ہے تو کیا ماحولیات کے تحفظ سے متعلق شرعی نصوص کی توجیہ کیسے کی جائے گی؟ یا ان نصوص کا اطلاق محض مسلمانوں تک ہی محدود ہے؟ یہ اور اس طرح کے چند دیگر سوالات زیر بحث آئیں گے۔

ماحولیات تمام انسانوں کی مشترکہ ملکیت ہے، ہر کسی کو اس کے استعمال اور اس میں تصرف کا اختیار حاصل ہے۔اب اگر ایک شخص یا ایک گروہ (حتی کہ کوئی حکومتی و سرکاری ادارہ یا کوئی ڈیپارٹمنٹ بھی) ماحولیات میں کوئی ایسا تصرف کرے یا ماحولیات سے اپنے استفادے کا حق اس انداز میں استعمال کرے کہ اس سے دوسروں کے ماحولیات سے استفادے کے حق میں ضرر لاحق ہو تو اس اہم سوال کو ایڈریس کرنے کے لیے ہم مشہور فقہی قاعدہ "لا ضرر ولا ضرار" اور اس کے تحت درج ذیلی قواعد و تفصیلات سے رہنمائی لے سکتے ہیں۔[69] اس قاعدے کی رو سے کسی کو براہِ راست یا بالواسطہ ضرر پہنچانا ممنوع ہے۔ یہاں تک کہ اگر ماحولیات سے متعلق کسی تصرف میں ایک پہلو سے تو مصلحت ہو مگر دوسرے پہلو سے ضرر بھی ہو تو دفعِ مضرت والے پہلو کو ترجیح دے کر اس کام کی اجازت نہیں دی جائے گی۔اس صورت میں فقہی قاعدے "درء المفاسد أولى من جلب المصالح" کا اطلاق ہو گا۔[70] ماحولیات سے استفادہ چونکہ سب کا حق ہے، اس لئے ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔[71] البتہ اگر کوئی صورت یہ ہو کہ ماحولیات میں تصرف سے دوسرے لوگوں کے استفادے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو تو اس صورت میں کیا اس فرد کے شخصی حق کو دیکھ کر اسے اس تصرف کی اجازت دی جائے گی یا ماحول کے مضر ہونے کی وجہ سے عمومی ضرر کی وجہ سے اسے اس تصرف سے منع کیا جائے گا؟ ایک فرد کے شخصی فائدہ اور عمومی ضرر کے مابین تقابل کرتے وقت مذکورہ فقہی قاعدے کے مطابق جلبِ منفعت کے مقابلے میں دفعِ مضرت والے پہلو کو ترجیح دے کر اسے اس تصرف سے منع کیا جائے گا۔اس کے ساتھ ساتھ اسے ایک پہلو سے یوں بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ ایک فرد کو جائز حق میں تصرف سے منع کرنے میں ایک فرد کے حق کا ضیاع ہے جب کی دوسری جانب اس تصرف کی اجازت دینے میں ماحول مضر ہونے کی نتیجے میں زیادہ لوگوں کا نقصان ہے، تو ایک فرد تک محدود ضرر کو برداشت کیا جائے گا مگر عمومی ضرر کا ازالہ ضروری ہے۔ (الضرر الأعم يزال

---

69 اس قاعدے سے متعلق تفصیلی مطالعہ کے لیے فقہی قواعد سے متعلق عام کتب کے علاوہ دیکھیے: أحمد موافي ، **الضرر في الفقه الإسلامي** (رياض و مصر: دار ابن القيم ودار ابن عفان ، الطبعة الثانية 2019). یہ کتاب مصنف کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے، جو دو جلدوں میں مطبوع ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع کا کئی جہتوں سے کا احاطہ کرتی ہے۔ہر مسئلے میں فقہا کے اقوال و دلائل اصل مصادر سے اور ان کا محاکمہ و ترجیح پر مشتمل عمدہ تفصیلات فراہم کرتی ہے۔

70 فقہی قاعدہ "درء المفاسد أولى من جلب المصالح" کی ایک عمومی تشریح کے لیے دیکھئے: الشيخ احمد الزرقا **شرح القواعد الفقهية** (دمشق: دار القلم، ۱۹۸۹)،، ص ۲۰۵۔

71 أسباب الملک --- وہبہ الزحیلی ---

بالضرر الأخف)اور یوں بھی اس تصرف کی اجازت دینے کا فائدہ ایک فرد تک محدود اور کم تر ہے بہ نسبت اس ضرر کے جو اس تصرف پر مرتب ہوگا۔[72]

اس پر ایک اشکال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ان قواعد کی یہ تطبیق تو مسلمانوں کے اپنے معاشرے میں معقول ہے کہ ایک مسلمان ماحول کو مضر بنا کر دوسرے مسلمانوں کے لیے ضرر کا سبب نہ بنے۔ البتہ جہاد کے دوران جہاں ضرر تو کیا دشمن کا خون بہانے کے عمل کو جائز بلکہ لازمی قرار دیا گیا ہے، وہاں ماحولیات کا تحفظ اور اس سلسلے میں فقہی و قانونی استدلال مرتب کرنے کے لیے ان فقہی قواعد کی تطبیق کا کیا جواز ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جہاد ''حسن لغیرہ'' ہے۔ یہ دراصل تخریب اور قتل و غارت سے عبارت ہے اور یہ اعمال عام حالات میں سخت ممنوع ہیں، ان کی اجازت مخصوص حالات اور شرائط کے ساتھ ہے، جس کو شریعت کی اصطلاح میں جہاد کہا جاتا ہے۔[73] حسن لغیرہ کے بارے میں شریعت کا اصول یہ ہے کہ وہ عمل بذاتِ خود اچھا اور مطلوب نہیں ہوتا، بلکہ کسی دوسری وجہ کے بنا پر اچھا اور مطلوب ہوتا ہے۔ جب تک اس عمل سے اس غیر کا حصول ہو رہا ہو تو یہ عمل مطلوب و مامور رہے گا مگر جب اس غیر (شرعی مقصد) حاصل ہو جائے یا اس کا حصول مطلوب نہ رہے تو یہ عمل بھی حسن اور مطلوب و مامور نہیں رہے گا۔[74] اس ضمن میں جہاد کے تفصیلی قوانین مرتب کیے گئے ہیں کہ جب تک ان قوانین کی پاسداری ہوگی تو تخریب اور قتل و غارت کا یہ عمل ایک بڑے شرعی مقصد کے حصول کی بنا پر حسن اور مطلوب ہوگا لیکن اگر ان قوانین کی پاسداری نہ کی جائے تو شرعی مقصد حاصل نہ ہونے کی بنا پر یہ عمل صرف تخریب اور قتل ہی رہے گا، جہاد نہیں ہوگا۔

نیز ایک اور فقہی قاعدے کی عینک سے بھی دیکھنا ممکن ہے: ما جاز لعذر بطل بزواله (جو عمل کسی عذر کی وجہ سے مباح ٹھیرا ہے وہ عذر باوہ نہ رہنے کی صورت میں وہ جواز اور اباحت بھی ختم ہوگی)[75]۔ جہاد کے دوران قتل دشمن کے قتل و غارت اور تخریب کا جواز ایک سبب کی بنیاد پر دیا گیا ہے جہاں وہ سبب (ایک بڑے شرعی مقصد کے حصول) باقی نہ رہے تو قتل و غارت اور تخریب بھی جہاد اور شریعت کا مطلوب عمل نہیں رہے گا۔ امام شافعی ایک فقہی اصول کی شکل میں اسے یوں بتاتے ہیں: كل ما أحل من محرم في معنى لا يحل إلا في ذلك المعنى خاصة. فإذا زال ذلك المعنى عاد إلى أصل التحريم (جس حرام چیز کو ایک خاص سبب کی وجہ سے حلال کر دیا گیا، اس خاص سبب کے ختم ہونے کے بعد وہ چیز اپنی اصل حرمت کی طرف دوبارہ لوٹے گی)۔[76]

---

72 ملاحظہ ہو: الشیخ احمد الزرقا **شرح القواعد الفقهية**، ص۲۰۱۔

73 علاء الدین عبدالعزیز بن احمد البخاری، **كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي** (بیروت: دار الكتب العلمية، ۱۹۹۷)، ج۱، ص۲۸۰۔

74 ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہل الرخسی، **أصول السرخسي** (حیدر آباد: لجنة إحياء المعارف النعمانية ، سن اشاعت ندارد)، ج۱، ص۶۲۔ امام سرخسی لکھتے ہیں وحكم هذا النوع أنه يسقط بعد الوجوب بالأداء وبانعدام المعنى الذي لأجله كان يجب (حسن لغیرہ کی اس قسم کا حکم یہ ہے کہ مامور بہ کی [کچھ لوگوں کی طرف سے] ادائیگی کے بعد اور جس معنی کی وجہ سے یہ مامور بہ حسن ٹھیرا ہے اس کے موجود نہ رہنے کے بعد ساقط ہوگا)۔ ایضا۔

75 ملاحظہ ہو: الشیخ احمد الزرقا **شرح القواعد الفقهية**، ص۱۸۹۔

76 امام محمد ابن ادریس الشافعی، **كتاب الأم** (قاہرہ: دارالوفاء، تحقیق: د۔ رفعت فوزی عبدالمطلب، ۲۰۰۱)، ج۵، ص۶۴۵۔ كتاب سير الواقدي ، الحجة في الأكل والشرب في دار الحرب؛ اور محمد صدقي بن احمد البورنو، كتاب موسوعة القواعد الفقهية ، ج۸، ص۴۹۹۔ قاعدہ نمبر ۱۴۳۔

اس بنیادی اور اصولی نکتے کی وضاحت کے بعد ماحولیات کو نشانہ بنانے کے سلسلے میں ایک فقہی قاعدہ یہ ذہن میں رہنا ضروری ہے "تصرف الإمام على الرعية منوط بالمصلحة"[77] کہ حکمران کا وہ فیصلہ شرعاً نافذ ہوگا جس میں مسلمانوں کی کوئی مصلحت ہو۔ اگر دورانِ جنگ ماحولیات کو نقصان پہنچانے میں مسلمانوں کا کوئی جنگی فائدہ نہ ہو تو حکمران (سپہ سالار) کو ایسا فیصلہ کرنے گریز کرنا چاہئے۔ دوسرا اگر کوئی فائدہ ہے بھی تو دیکھا جائے گا کہ کیا ماحول کو زہر آلود کرنے سے ان لوگوں کی زندگی کو کوئی خطرہ تو نہیں جن کو اسلامی قانون نے تحفظ دے رکھا ہے اور مسلم افواج کو انھیں نشانہ بنانے سے سختی سے منع کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہاں فقہ کا ایک اور قاعدہ یہ متوجہ ہوگا "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق"[78] کہ بشمول حکمران (سپہ سالار) کسی بھی مخلوق کی ایسی اطاعت نہیں کی جائے گی جس سے خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو۔ ہاں اگر کوئی صورت ایسی بنی ہو کہ کہیں دشمن کے خلاف مسلم افواج ماحولیاتی جزء (مثلاً جنگل یا دریا وغیرہ) کو جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کر کے اسے سرنڈر کرنے پر مجبور کرے مگر اس عمل سے دشمن کی خواتین، بچے یا وہ سب لوگ متاثر نہ ہوں جو جنگ میں شامل نہ ہوں تو فقہی طور پر جائز ہوگا، البتہ اس کے لیے بھی شرط یہ ہے کہ مسلمانوں نے ماحولیات کے تحفظ سے متعلق کسی بین الاقوامی معاہدے (قانون) پر دستخط نہ کیے ہوں۔ اگر مسلمان پہلے سے کسی ایسے بین الاقوامی قانون اور معاہدے کے حصہ ہو جس کے مطابق ماحولیات کو جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال ممنوع ہو تو شرعاً معاہدے کی پاسداری ضروری ہے۔[79]

حاصل بحث

مسلح تصادم کے دوران جدید ہتھیاروں کے استعمال سے انسانوں اور دیگر جانداروں کے نشانہ بننے کے ساتھ ساتھ جنگلات کے ضیاع اور آب و ہوا کے زہر آلود ہونے سے طرح طرح کی بیماریوں کی صورت میں تباہی زیادہ وسیع طور پر پھیلتی ہیں بالخصوص غیر مقاتلین اور وہ لوگ شکار ہوتے ہیں جو مسلح تصادم میں شامل کسی بھی گروہ کا حصہ نہیں ہوتے۔ اس سلسلے میں بین الاقوامی قوانین اور معاہدات بناتے وقت عام طور پر اور جنگ سے متعلق قوانین وضع کرتے وقت خاص طور پر انسانیت کے تحفظ کے پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام مذاہب، ثقافتوں اور تہذیبی ورثہ جات سے استفادہ کر کے مشترکات پر زور دیا جاتا ہے۔ اس طریق کار کا مقصد تمام مذاہب کے پیروکاروں اور کسی بھی تہذیب یا ثقافت سے وابستہ لوگوں کے لیے مجوزہ قانون یا معاہدہ کو قبول کرنے اور اس کے مطابق اقدامات پر آمادہ کرنا ہوتا ہے۔

ماحولیات کے تحفظ سے متعلق قوانین بننے کا آغاز پہلے قومی سطح پر اور بعد ازاں اس ریاستی حدود سے بڑھتے ہوئے خطرات کے پیش نظر بین الاقوامی سطح پر بھی ہونے لگا۔ ان قوانین کو دنیا بھر کی ریاستوں کی جانب سے توثیق اور قومی سطح کی قانون سازی کی صورت میں اب اتنی پذیرائی ملی ہے کہ یہ قوانین صرف 'معاہدات کی صورت میں بین الاقوامی قوانین' کی بجائے 'رواجی قانون' کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ جن کی پابندی

[77] ملاحظہ ہو: الشيخ احمد الزرقا **شرح القواعد الفقهية**، ص ۳۰۹۔

[78] امام شیبانی اس قاعدے کو یوں ذکر کرتے ہیں: إنما الطاعة في المعروف لا في المنكر (کہ امیر اور حکمران کی اطاعت جائز امور میں لازم ہے، ناجائز امور میں لازم نہیں)۔ الإمام محمد بن الحسن الشيباني - الإمام السرخسي ، **شرح كتاب السير الكبير**، ج ۱، ص ۱۱۷ اور ص ۱۱۸۔

[79] اسلامی قانون میں معاہدے کے تصور سے متعلق تفصیلی مطالعہ کے لیے ملاحظہ ہو: محمد منیر "فقہ اسلامی میں جنگ و صلح کے معاہدہ کا تصور"، مجلہ **فکر و نظر** جلد ۴۷، شمارہ ۱ (جولائی–ستمبر ۲۰۰۹)، ۴۳ تا ۶۵؛ Muhammad Mushtaq *Alliance and Treaty* in "Integrated Encyclopaedia of Quran," Vol-1-KL.indb, pp.155-163.

معاہدے میں بطور فریق شامل ریاستوں کے علاوہ تمام ریاستوں اور گروہوں پر لازم ہے۔ ماحولیات سے متعلق بنیادی قوانین زیادہ تر مختلف معاہدات میں بکھرے ہوئے ہیں جنہیں آئی سی آر سی کی جانب سے ۲۰۲۰ میں مرتب کردہ Guidelines on the Protection of the Natural Environment in Armed Conflict اور انٹرنیشنل لاء کمیشن کی طرف سے ۲۰۲۲ میں مرتب کردہ رپورٹوں جمع کیا گیا ہے۔

ماحولیات سے مراد جانداروں اور بے جان مخلوق کے درمیان پایا جائے والا وہ مخصوص نظام تعامل ہے، جس پر انسانوں اور دیگر جاندار مخلوق کی زندگی کا دارومدار ہوتا ہے۔ آئی سی آر سی کے مطابق ماحول کو تحفظ اپنے اصل اور ماہیت ہی کے اعتبار سے حاصل ہے؛ کیوں کہ اس کا اصل وماہیت شہری (civilian) ہے۔ نیز ماحولیات بذاتِ خود ہی محفوظ ہے۔ یہ تمام انسانوں کی مشترکہ ملکیت ہے، اور ہر ایک کے استعمال اور فائدے کے لیے اسے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ چناں چہ ''اصولِ تمییز'' کی روشنی میں بھی ماحولیات کو نشانہ بنانا درست نہیں۔ جنیوا معاہدات، ۱۹۴۹ کے اضافی ملحق اول کی دفعہ ۳۵(۳) کے مطابق ''جنگ کے ان طریقوں یا ذرائع کا استعمال ممنوع ہے جن کا مقصد یا جن کے ممکنہ نتیجے میں قدرتی ماحول کو وسیع، طویل مدتی اور شدید نقصان پہنچتا ہو۔'' دفعہ ۵۴ کے مطابق بعض حالات میں زرعی زمینوں اور فصلوں کو نشانہ بنانا ممنوع ہے۔ دفعہ ۵۶ کے مطابق ڈیم اور بجلی گھروں وغیرہ ایسی جگہوں کو نشانہ بنانا ممنوع ہے جن کی تباہی سے ماحولیات کو بھی خطرہ ہو۔ معاہدہ روم بابت 1998 کی دفعہ ۸(ب)(۴) کے مطابق ماحولیات کو نقصان پہنچانے کو جنگی جرم قرار دیا گیا ہے۔

ماحولیات کی اہمیت اور اس کے تحفظ کے بارے میں کتاب وسنت میں سینکڑوں نصوص وارد ہوئی ہیں۔ ایک تو وہ نصوص ہیں جن میں اس کائنات اور اس میں شامل اجزا کو اللہ تعالی کی نعمت بتلایا گیا ہے، اور ان نعمتوں کے شکر اور مزید تعمیر وترقی کے بارے میں ہدایات دی گئی ہیں۔ دوسرا مجموعہ ان نصوص کا ہے جن کے مطابق ماحولیات سمیت تمام نعمتوں کا تحفظ مطلوب اور ان کا ضیاع (فساد) ممنوع ہے، ان کے ضیاع کو فساد اور اسراف قرار دے کر منع کیا گیا ہے۔ تیسرا مجموعہ ان نصوص کا ہے جن میں صراحت کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ ماحولیات کو نقصان پہنچانے سے دوسروں کو ضرر لاحق ہوتا ہے، اور دوسروں کے حق کی وجہ سے ماحولیات کو نقصان پہنچانے سے منع کیا گیا ہے۔ نیز شریعت کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ جس طرح ان نعمتوں سے استفادہ ایک انسان کا حق ہے اسی طرح اس کا فرض بھی ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی مستفید ہونے دے، ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرے۔

شریعت کا منہج ماحول دوستی کا ہے۔ ماحولیات کی نگہداشت اور اس کی بہتری میں اضافہ شریعت کا مطلوب ہے۔ نیز شریعت ماحولیات سے استفادے پر بے جا قدغنیں اور پابندیاں عائد کرنے کا رجحان بھی نہیں رکھتی۔ مشہور فقہی قاعدہ ''لا ضرر ولا ضرار'' کی رو سے کسی کو براہِ راست یا بالواسطہ ضرر پہنچانا ممنوع ہے۔ یہاں تک کہ اگر ماحولیات سے متعلق کسی تصرف میں ایک پہلو سے تو مصلحت ہو مگر دوسرے پہلو سے ضرر بھی ہو تو دفعِ مضرت والے پہلو کو ترجیح دے کر اس کام کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

جہاد ''حسن لغیرہ'' ہے۔ یہ دراصل تخریب اور قتل وغارت سے عبارت ہے اور یہ اعمال عام حالات میں سخت ممنوع ہیں۔ حسن لغیرہ کے بارے میں شریعت کا اصول یہ ہے کہ وہ عمل بذاتِ خود اچھا اور مطلوب نہیں ہوتا، بلکہ کسی دوسری وجہ کے بنا پر اچھا اور مطلوب ہوتا ہے۔ جب تک اس عمل سے اس شرعی مقصد کا حصول ہو رہا ہو تو یہ عمل مطلوب ومامور رہے گا مگر جب اس شرعی مقصد حاصل ہو جائے یا اس کا حصول

مطلوب نہ رہے تو یہ عمل بھی حسن اور مطلوب ومامور نہیں رہے گا۔ اس ضمن میں جہاد کے تفصیلی قوانین مرتب کیے گئے ہیں کہ جب تک ان قوانین کی پاسداری ہو گی تو تخریب اور قتل وغارت کا یہ عمل ایک بڑے شرعی مقصد کے حصول کی بنا پر حسن اور مطلوب ہو گا لیکن اگر ان قوانین کی پاسداری نہ کی جائے تو شرعی مقصد حاصل نہ ہونے کی بنا پر یہ عمل صرف تخریب اور قتل ہی رہے گا، جہاد نہیں ہو گا۔ اس اصولی حیثیت کو سامنے رکھ کر یہ ضابطہ نکلتا ہے کہ ماحول کی تباہی کی اس صورت میں اجازت ہے جب اس سے شرعی مقصد یقینی ہو، دیگر شرعی قواعد (مثلاً، معاہدات کی پابندی، غیر مقاتلین کو نشانہ نہ بنانے، امیر کی اطاعت وغیرہ) پاسداری بھی نہ ہو رہی ہو۔ لیکن اگر شریعت کے دیگر اصولوں کی خلاف ورزی ہو اور مسلمانوں کی جنگی مقصد (مسلم افواج کی فتح) کا حصول بھی یقینی نہ ہو تو ماحول کو نشانہ بنانا ازروے شریعت بھی درست نہیں ہو گا۔

والله أعلم وعلمه أتم